مناقب النعمان

امام ابوحنیفہؒ

از

محمد فاروق غفرلہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

کتابوں وغیرہ کی چھپائی اور ڈیزائننگ کے لئے رابطہ کریں۔

مجیب الرحمن قاسمی، میرٹھ 7895786325

مناقب النعمان

امام ابوحنیفہؒ

از

محمد فاروق غفرلہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

ناشر
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلات

نام کتاب:............................**مناقب النعمان**

مصنف:..**محمد فاروق غفرلہٗ**

تعداد:...۵۰۰۰

کمپوزنگ:.................مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری شعبہ کمپوٹر جامعہ ہذا

سن اشاعت:..............................۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء

صفحات:...............................۷۴

قیمت:...........

-: ملنے کا پتہ :-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم۔ اما بعد

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم بشارت اور پیشین گوئی کے سلسلہ میں مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی زیدمجدہم ’’دفاع امام ابوحنیفہؒ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت و پیشین گوئی اور محدثین کی تشریحات

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جن علمی کمالات، مجتہدانہ صفات، حفظ احادیث، فہم قرآن، تفقہ یعنی مبصرانہ فکر اور مجتہدانہ فیصلوں، عظیم فطری صلاحیتوں، سیاسی واقتصادی، معاشی وعمرانی اور معاشرتی معاملات سے واقفیت اور تجربات کی جس وافر دولت سے نوازا تھا، دراصل اس کے پسِ منظر میں پیغمبر آخرالزماں النبی الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت اور پیشین گوئی کو واقعاتی دنیا میں سچ کر دکھانا تھا، گویا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے وجود علم وتفقہ، دینی خدمات واجتہادات کو بھی نبوت کی صداقت اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی واقعاتی دلیل بنانا تھا، صحیحین اور جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ

ارشاد نقل کیا گیا ہے:

عن ابی هريرة قال كنا جلوسا عند النبی صلی الله تعالىٰ عليه وسلم اذ نزلت عليه سورة الجمعة فلما قرأ "وآخرين منهم لما يلحقوا بهم" قالوا من هؤلاء يارسول الله فلم يراجعه النبی صلی الله تعالىٰ عليه وسلم حتى سأله مرة او مرتين او ثلاثا قال وفينا سلمان الفارسی رضی الله تعالىٰ عنه قال فوضع النبی صلی الله تعالىٰ عليه وسلم يده على سلمان ثم قال لو كان الايمان عند الثريا لنا له رجال من هؤلاء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اسی مجلس میں سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی، "وآخرين منهم لما الخ" حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ دوسرے لوگ کون ہیں جو ہم سے نہیں ملے ہیں، حضور اقدس ﷺ نے جواب میں سکوت فرمایا، مگر پوچھنے والے نے دوبارہ سہ بارہ یہی سوال دہرایا، تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے کاندھے پر دست مبارک رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر ایمان ستاروں کے جمگھٹ اور آسمانی کہکشاں میں بھی ہوگا تو ان کے کچھ آدمی اسے ضرور پالیں گے۔

مسند احمد میں سند کے ساتھ یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: "**ولو كان العلم بالثريا لتناوله ناس من ابناء فارس**" اگر علم ثریا میں بھی ہوتو فارس کے لوگ اسے پالیں گے۔

حافظ ابن حجر مکیؒ نے خیرات الحسان میں حافظ جلال الدین سیوطیؒ کے

بعض تلامذہ سے نقل کیا ہے ہمارے استاذ (جلال الدین سیوطیؒ) نے یقین کیا ہے کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہؒ ہی مراد ہیں۔ کیوں کہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی بھی امام صاحب کے علمی مقام اور فقہی قدر ومنزلت کو نہیں پہونچ سکا۔ اور آپ تو آپ بلکہ آپ کے تلامذہ کا مقام بھی کوئی نہ پا سکا۔ اساتذہ وطلبۂ علمِ حدیث یہ بات جانتے ہیں کہ اکثر ائمہ فن اور اساتذہ وشارحین حدیث نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا صحیح مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو قرار دیا ہے۔

تبییض الصحیفہ میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ **فھذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ.** بشارت میں یہ روایت اصل صحیح اور قابل اعتماد ہے۔

سیرت شامیہ کے مصنف علامہ حافظ محمد ابن یوسف شامیؒ نے بھی جلال الدین سیوطیؒ سے یہی نقل کیا ہے۔

السراج المنیر میں اکابر اہل علم اور ائمہ حدیث سے نقل کیا گیا ہے کہ **حملہ بعض المحققین علی ابی حنیفۃؒ.** بعض محققین نے اس روایت کو امام اعظم ابوحنیفہؒ پر محمول کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس حدیث پر گفتگو کے دوران اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے: ایک روز اس حدیث پر ہم نے گفتگو کی، میں نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ اس حکم میں داخل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علم فقہ کی اشاعت ان کے ہاتھوں کرائی، اور اہل اسلام کی ان کے ذریعہ اصلاح فرمائی، بالخصوص اس آخری دور میں کہ دولت بس یہی مذہب ہے، سارے شہر میں بادشاہ حنفی ہیں، قاضی حنفی ہیں اور مدرسین حنفی ہیں، نواب صدیق حسن خاں اس معاملہ پر بہت پیچ

وتاب کھاتے رہے، مگر حدیث کے مصداق میں تحریف کب کر سکتے تھے، انہی کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں:

''ہم امام دراں داخل است وہم جملہ محدثین فارس'' [امام ابوحنیفہؒ بھی اس حدیث کا مصداق ہیں اور جملہ محدثین فارس بھی۔]

ابوحنیفہؒ نبوت کا اعجازی کارنامہ ہیں

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نام سے چڑھ بھی ہے، نام سنتے ہی چیں بجبیں ہو جاتے ہیں، سنی ان سنی کر دیتے ہیں، حقیقت منہ دیکھتی رہ جاتی ہے، جب اس کے نام لیوا، اس کے دیکھنے سے کنّی کتراتے ہیں، مگر قربان جایئے ائمہ اسلام اور محدثین عظام کے جنہوں نے صرف حدیث کے الفاظ ہی نہیں بلکہ مراد معانی اشارات اور مقتضیات تک کی حفاظت کر کے امت کے حوالے کر دیا ہے، اور بتانے والوں نے تو یہاں تک ڈنکے کی چوٹ بتا دیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ لسان نبوت کی پیش گوئی کے اولین مصداق ہونے کی وجہ سے خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم نبوت کی صداقت پر ایک دلیل اور نبوت کا ایک اعجازی کارنامہ ہیں۔

چنانچہ خیرات الحسان میں علامہ ابن حجر ہیثمی سے منقول ہے کہ: **فیہ معجزة ظاهرة للنبی صلی الله علیه وسلم اخبر بما سیقع.** اسمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے کہ آپ نے ہونے والی بات کا پتہ دیا ہے۔

نہ ماننے والے اور صرف انکار ہی کی ڈگر پر چل پڑنے کا فیصلہ کر لینے والوں کے لئے حضرت جبرئیلؑ بھی ناکافی ہے، اور اگر فطرت سلیم ہو تو ایک سچے مومن مسلمان کی بات کا بھی یقین کر لیا جاتا ہے، اور پھر جب ایک پیغمبر ایک ایسا

پیغمبر جس کے بعد کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں آنا، جو زمانہ نبوت سے قبل ہی الصادق الامین کے لقب سے معروف اور مشہور تھا، نظام کائنات کے بدیہی حقائق کے وجود میں شک ہوسکتا ہے، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد تعلیم وحکمت اور پیشین گوئی میں محض بطور وسوسہ بھی شک کے لئے کوئی گنجائش نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "من ابناء فارس" کے الفاظ سے آنے والی جس عظیم شخصیت کا مژدہ سنا رہے ہیں، تاریخ کی کھلی شہادت، واقعات اکابر ائمہ حدیث اور شارحین کی تصریحات کی روشنی میں کیا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے سوا بھی کوئی ایسی شخصیت ہے، جسے حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحیح محمل اور مصداق قرار دیا جاسکے۔

بارہ صدیاں گذر جانے کے بعد ناقابل انکار تاریخی حقائق سے انکار جن کے لئے لسانِ نبوت کے اشارات بلکہ کسی ایک حد تک تعین ہے، اور وہ اس انکار کو مذہبی فریضہ سمجھ چکے ہیں، اور بزعم خود وہ اس کو حضرات محدثین کا وطیرہ باور کراتے ہیں، انہیں آج بھی حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سالم، حضرت نافع کے خصوصی اور قریب ترین شاگرد (قابل غور عبارت ہے)

محدث جلیل علامہ حافظ عبد العزیز بن میمون کی روح جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر پکار رہی ہے من احب اباحنیفةؒ فهو سني ومن ابغضه فهو مبتدع. جو ابوحنیفہؒ سے محبت رکھتا ہے وہ سنی ہے اور جو آپ سے بغض رکھتا ہے وہ بدعتی ہے۔

علامہ ابن میمون پوری امت اور اسلامی ملت کو خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"ہمارے اور لوگوں کے درمیان ابوحنیفہؒ ہیں جو ان سے محبت وتعلق رکھتا ہے، ہم جانتے ہیں کہ وہ اہل سنت سے ہے، اور جو ان سے

بغض رکھتا ہے ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ بدعتی ہے۔ (دفاع امام ابوحنیفہؒ:۵۶/تا۶۰)

مگر دور حاضر کے ایک مخصوص طبقہ کے بعض اہل قلم غیر ملکی دولت کی فراوانی اور کچھ اپنی طبعی اور فطری کج بنی اور کچھ اغوائے شیطانی سے حقائق اور واقعات سے آنکھیں بند کر کے آخرت کے نتائج سے بے نیاز ہوکر اپنی صلاحیتیں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے چراغ عظمت کو پھونک مارنے میں صرف کر رہے ہیں، اور بعض تو امام ابوحنیفہؒ سے ذاتی حسد اور بغض وحسد کی بھٹیوں میں جل جل کر انتقامی کارروائی کے طور پر ہر ممکن زبان درازی اور دست بازی کو بھی کارِثواب اور توشۂ آخرت سمجھنے لگے ہیں، اور یہ سلسلہ برابر بڑھتا جارہا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اس لئے دلی تقاضہ ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے فضل وکمال کے بارے میں اکابر امت، مشائخ ملت، محدثین عظام، اساتذہ حضرات، اصحابِ صحاحِ ستہ نے جو عظیم شہادتیں دی ہیں ان میں سے بعض کو جمع کر دیا جائے اور ایک بے نظیر رسالہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے تا کہ حاسدین کے سامنے ''آئینۂ حقیقت نما'' کے طور پر رکھدیا جائے، تا کہ اکابر محدثین کی شہادات وآراء کی روشنی میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی اصل صورت وحقیقت ان کے سامنے آسکے، اور کیا بعید ہے کہ یہ ان میں سے انصاف پسندوں کے لئے ذریعۂ ہدایت ہوجائے۔

رہے غالی شر پسند متعصبین سو وہ اپنی فکر کریں اور احادیث مذکورہ مندرجہ ذیل کی روشنی میں اپنا انجام سوچیں، محدثین نے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے حدیث قدسی نقل فرمائی ہے:

”ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا. وفی آخر: من اٰذیٰ لی ولیا. وفی اٰخر: من اذل ولی المؤمن. وفی اٰخر: من اهان ولی المؤمن. فقد اٰذنته بالحرب.“

[حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ جس شخص نے میرے کسی ولی سے عداوت کی، دوسری روایت میں ہے: جس نے میرے کسی ولی کو ایذاء پہونچائی، دوسری روایت میں ہے: جس نے کسی ولی مومن کو ذلیل کیا، دوسری روایت میں ہے: جس نے کسی ولی مومن کی اہانت کی، میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔]

ایک روایت میں ہے: ”اس نے مجھ سے مقابلہ آرائی کی۔“

اور ایک روایت میں ہے: ”میں اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہوں جو بوقت جنگ مقابل اپنے دشمن سے کرتا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے:

انی لا غضب لا ولیائی کما یغضب اللیث للجرو.“ [میں اپنے اولیاء کی حفاظت میں ایسا غضبناک ہوتا ہوں جیسے شیر اپنے بچے کی حفاظت میں۔]

امام احمد علیہ الرحمہ نے کتاب زہد میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

”اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کیں، تو یہ بھی فرمایا کہ غور سے سن لو! جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی، اس نے مجھے جنگ کے لئے طلب کر کے اپنے آپ کو میرے مقابلہ میں کھڑا کیا، اور مجھے مقابلہ کی دعوت دی، میں اپنے اولیاء کی مدد میں بہت ہی جلدی کرنے والا ہوں،

جوشخص مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے، کیا اس کا یہ خیال ہے کہ وہ میرا مقابلہ کرے گا یا مجھے عاجز کردے گا، وہ مجھ سے آگے نکل جائیگا، مجھ سے بچ نکلے گا؟ ہرگز نہیں، میں اپنے اولیاء کا دنیا وآخرت میں مددگار ہوں، ان کی نصرت غیروں کے حوالہ ہرگز نہ کروں گا۔'' (یہ سب احادیث تذکرۃ النعمان ترجمہ عقود الجمان: ۴۷/۴۸، پر موجود ہیں)

اس رسالہ کی ترتیب کے وقت خاص طور پر مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے:

(۱)......تبییض الصحیفۃ بمناقب الامام ابی حنیفۃؒ۔تصنیف للعلامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطیؒ جس پر مفتی عبدالرشید نعمانی قدس سرہ کا مقدمہ اور مفتی عاشق الٰہی البرنی ثم المدنی قدس سرہ کی تعلیق ہے۔

(۲)......مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ (مفتی عاشق الٰہی البرنی ثم المدنی قدس سرہ)

(۳)...... تذکرۃ النعمان ترجمہ عقود الجمان مترجم۔ حضرت مولانا عبداللہ التاؤلوی ثم المدنی قدس سرہ۔

(۴)......دفاع الامام ابوحنیفہؒ۔مولانا عبدالقیوم حقانی زیدمجدہم استاذ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور پاکستان۔

(۵)......امام اعظم ابوحنیفہؒ۔ از مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری قدس سرہ مدنی دارالتالیف بجنور۔

اس مجموعہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، اس کو امام اعظمؒ کے فضائل ومناقب کا نمونہ ہی کہا جاسکتا ہے، ورنہ تو امام اعظمؒ کے فضائل وکمالات کے بارے میں امام ابوالمؤید الموفق ابن خوارزمیؒ نے بہت خوب کہا ہے: ؎

یا جبلی نعمان ان حصاکما
لیحصی و ما یحصی فضائل نعمان

جلائل کتب الفقه طالع تجد بها
فضائل نعمان شقائق نعمان

ترجمہ: اے نعمان کے دونوں پہاڑو! تمہاری کنکریاں گنی جاسکتی ہیں، مگر نعمان (امام ابوحنیفہؒ) کے فضائل شمار نہیں کئے جاسکتے، فقہ کی بڑی بڑی کتابوں کو پڑھو ان سب میں نعمان (امام ابوحنیفہؒ) کے فضائل ملیں گے، جو نعمان (پہاڑ) کی طرح بلند ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ اس مجموعہ کو مفید ومقبول فرمائے، کج فہموں کے لئے ذریعہ ہدایت اور مرتب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا
وَمَوْلاَنَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى
يَوْمِ الدِّيْنِ. آمين

محمد فاروق غفرلہٗ
۱۰/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
یوم جمعہ، ۱۲/بجے دن

الامام الاعظم ابو حنيفة النعمانؒ

المولود ۸۰ھ المتوفی ۱۵۰ھ

لقد زان البلاد من عليها
امام المسلمين ابو حنيفة
بآثار وفقه فی حديث
كآثار الزبور على الصحيفة
فما فی المشرقين له نظير
ولا بالمغربين ولا بكوفة[۱]

ترجمہ: امام المسلمین امام اعظم ابوحنیفہؒ نے شہروں کو زینت بخشی اور شہروں میں زندگی گذارنے والے لوگوں پر احسان کیا۔

یعنی آثار کی ترویج، فقہ کی دلنشیں تشریح فرمائی، جیسا کہ صحیفہ میں زبور کی آیات جڑی ہوئی ہیں۔

چنانچہ ان کمالات کی وجہ سے نہ تو مشرق میں ان کی مثال ملتی ہے اور نہ مغرب وکوفہ میں ان کی نظیر پائی جاتی ہے۔

از: **امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارکؒ**

شرفِ تابعیت

امام اعظمؒ نے (رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص) صحابی جلیل حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد بار زیارت کی۔

---

۱ اخبار ابی حنيفة واصحابه لصميری: ۹۰/ (بحوالہ دفاعِ ابوحنیفہؒ: ص ۳۹)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ امام صاحب اس اعتبار سے طبقۂ تابعین میں سے ہیں، اور یہ شرف ان کے علاوہ ان کے معاصرین ائمہ امصار جیسے امام اوزاعیؒ شام میں، سفیان ثوریؒ کوفہ میں، امام مالکؒ مدینہ طیبہ میں، مسلم بن خالدؒ مکۃ المکرّمہ میں، امام لیث بن سعید مصر میں، میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ (تبییض الصحیفۃ:٦)

اساتذہ کرام

محمد بن یوسف صالحی شافعیؒ نے عقود الجمان: ص۱۸۲؍ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے چار ہزار حضراتِ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے بڑے استاذ علامۃ التابعین عامر بن شراحبیل الکوفی الشعبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنہوں نے پانچسو اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۷۹تا۸۱/۱)

اسی طرح حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے بھی علم حاصل کیا ہے جنہوں نے دوسو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پایا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ۲۰۰/۷)

تلامذہ

ایک جم غفیر اور بہت بڑی جماعت امام صاحبؒ کے شاگردوں کی ہے۔ الصالحیؒ نے عقود الجمان میں فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ کو ایسے شاگرد میسر آئے جو ان کے بعد کسی امام کو میسر نہیں آئے۔ (عقود الجمان ص۱۸۳)

علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (مناقب الامام اعظم) میں امام صاحب کے شاگردوں کے نام بیان فرمائے ہیں، جن کی تعداد

تقریباً ڈیڑھ سو ہے، پھر اس کے اخیر میں فرمایا ہے کہ ہم نے اس کو مناقب الکردری سے مختصراً بیان فرمایا ہے، اور کردریؒ نے اس کے اخیر میں فرمایا ہے کہ یہ سات سوتیس مشائخ اور اپنے زمانہ کے جلیل القدر حضرات ہیں، جنھوں نے امام صاحبؒ سے علم حاصل کیا، اور اپنے اجتہاد ومساعی کو ہم تک پہونچایا۔ **فجزاهم الله تعالیٰ خیر الجزاء.**

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور فیض یافتہ حضرات اونچے درجہ کے محدثین بلکہ جلیل القدر محدثین کے اساتذہ میں سے ہیں، بلکہ اصحاب صحاحِ ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اساتذہ ومشائخ میں سے ہیں۔

امام مکی بن ابراہیمؒ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور امام بخاریؒ کے استاذ ہیں۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کی ۲۲ ثلاثیات میں سے گیارہ امام مکیؒ کی سند سے روایات کی ہیں۔ گویا امام بخاریؒ کو اپنی صحیح میں عالی سند کے ساتھ ثلاثیات درج کرنے کا شرف امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ کا صدقہ ہے۔ امام بخاریؒ کی اسانید میں اکثر شیوخ حنفی ہیں۔ بلکہ جن شیوخ کی وجہ سے صحاح ستہ کی عمارت قائم ہے ان میں سے اکثر حضرات علم حدیث میں امام صاحب کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں ۲۸ ؍قاضی ہونے کے لائق اور بڑی تعداد میں مفتی ہونے کی اہلیت رکھتے تھے۔ (دفاعِ امام ابوحنیفہؒ:۷۲)

امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں مشہور محدثین اور فقہاء جو اکثر ملازم حلقہ رہا کرتے تھے۔ حافظ ابوالحسن شافعیؒ نے ان کی تعداد نوسو اٹھارہ (۹۱۸) لکھی ہے جیسا کہ طحاوی کے حوالہ سے ردالمحتار میں ہے کہ تدوین فقہ کے وقت ایک ہزار علماء امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ تھے جن میں چالیس حضرات درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔

اگلے صفحہ پر امام صاحبؒ کے ان تلامذہ کا ایک نقشہ پیش کیا جارہا ہے، جن کی محدثانہ جلالت قدر مسلم اور متواتر ہے، اور جن سے امام اعظمؒ کے محدثِ اعظم ہونے کی شان جھلکتی نظر آرہی ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے مختصر بیان کے بعد ایک اجمالی خاکہ بھی بصورتِ دائرہ پیش ہے، جس سے ایک نظر میں امام صاحبؒ کے تلامذہ محدثین پیش نظر ہوجاتے ہیں۔

....

مرتبہ فی علم الحدیث

خلف ابن ایوبؒ نے ارشاد فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہونچا، پھر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف پھران سے تابعین کی طرف اور تابعین سے ابوحنیفہؒ اوران کے اصحاب کی طرف پہونچا۔ پس جو چاہے خوش ہواور جو چاہے ناراض ہو۔ (تاریخ بغداد:ص۳۳۶/۱۳)

ابومطیعؒ نے امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد نقل فرمایا کہ میں امیر المومنین ابوجعفر کے پاس گیا، انہوں نے مجھ سے فرمایا، اے ابوحنیفہ! آپ نے علم کن حضرات سے حاصل کیا، میں نے کہا حماد سے، انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عمر بن الخطاب، علی ابن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علم حاصل کیا۔ یہ سن کر ابوجعفرؒ نے فرمایا، واہ واہ اے ابوحنیفہؒ آپ نے جو چاہا اس کو مضبوط پکڑلیا۔ یہ سب پاکیزہ طاہر ومبارک حضرات ہیں، ان پر اللہ پاک کی رحمتیں ہوں۔ (تاریخ بغداد:ص۳۳۴/۱۳)

مسعر بن کدامؒ کا ارشاد نقل فرمایا ہے، ہم نے ابوحنیفہؒ کے ساتھ حدیث کو طلب کیا، وہ ہم پر غالب آ گئے، ہم نے زہد کو اختیار کیا، وہ اس میں بھی ہم پر سبقت لے گئے، ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کیا، پس اس (فقہ) سے ان کی طرف وہ (چیز) ظاہر ہوئی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ (عقود الجمان:۱۹۶)

اسرائیلؒ نے بیان فرمایا: نعمان بہترین شخص تھے، فقہ سے متعلق ہر حدیث کو حفظ کرنیوالے اور اسکے بارے میں بہت زیادہ غور خوض کرنیوالے اور اس میں جو فقہ ہے اس کو سب سے زیادہ جاننے والے۔ (تاریخ بغداد:۳۳۹/۱۳)

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا: میں نے کسی کو حدیث کی تفسیر کو ابوحنیفہؒ سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا، انہوں نے یہ بھی فرمایا: ابوحنیفہؒ صحیح حدیث کو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے۔ (عقود الجمان:١٦٦)

اور (ابوحنیفہ) رحمہ اللہ تعالیٰ عللِ احادیث اور تعدیل وتجریح کی بڑی بصیرت رکھنے والے تھے، اور اس سلسلہ میں انکا قول مقبول تھا۔ (عقود الجمان:١٦٨)

عبداللہ بن داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمام اہل اسلام پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں ابوحنیفہؒ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں، اور ذکر کیا کہ انہوں نے (لوگوں پر) سنن وفقہ کو محفوظ کر دیا۔ (تاریخ بغداد:۱۳/۳۴۴)

سفیان ثوریؒ نے بیان فرمایا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آثار صحیح طور پر ثابت ہیں انہیں کو اختیار کرنا حلال جانتے تھے، حدیث میں ناسخ ومنسوخ کی بڑی معرفت تھی، ثقہ حضرات کی احادیث ہی کو طلب فرماتے، اور دوسرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل کو اور اتباع حق میں علماء اہل کوفہ کو جس چیز پر پاتے اس کو اپنا مذہب قرار دیتے۔ (عقود الجمان:١٩١)

مکی ابن ابراہیمؒ نے ارشاد فرمایا، ابوحنیفہ اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ (تاریخ بغداد:۱۳/۳۴۵)

یحییٰ بن نصر بن حاجبؒ نے فرمایا:

''میں نے ابوحنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا میرے پاس حدیث کے متعدد صندوق (بھرے ہوئے) ہیں، ان میں سے بہت کم (احادیث کو بیان کیا ہے، جن سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، (یعنی جن سے احکام کا استنباط ہوتا ہے)'' (مناقب ابی حنیفہؒ للموفق المکی:٨٥)

حسن بن زیادؒ نے فرمایا:

''امام (ابوحنیفہؒ) چار ہزار حدیثیں روایت فرماتے تھے، دو ہزار حماد سے اور دو ہزار (دیگر) تمام مشائخ سے۔ (مناقب ابی حنیفہؒ للموفق المکی: ص۸۵)

اور امام ابوحنیفہؒ نے کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب فرمایا۔'' (مناقب ابی حنیفہؒ للموفق: ص۸۴)

فقہ میں امام اعظمؒ کا مرتبہ

وکیع بن الجراح (استاذ امام شافعیؒ) نے فرمایا:

''میں نے کسی ایسے شخص سے ملاقات نہیں کی جو ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقیہ ہو اور نہ ایسے شخص سے جو ان سے زیادہ بہتر نماز پڑھنے والا ہو۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۴۵/۱۳)

حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا:

''جو شخص فقہ کی معرفت حاصل کرنا چاہے اسے چاہئے کہ ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کو لازم پکڑ لے۔ اس لئے کہ لوگ تمام کے تمام فقہ میں ان کے عیال ہیں۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۴۶/۱۳)

ان کا یہ بھی ارشاد ہے:

''جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کو نہ دیکھے اس کو علم میں تبحر حاصل نہیں ہو سکتا نہ وہ فقیہ بن سکتا ہے۔'' (عقود الجمان: ص۱۸۷)

یزید بن ہارونؒ کا ارشاد ہے:

''حدیث امام مالکؒ کی لکھو! اس لئے کہ وہ لوگوں کی پرکھ رکھتے

تھے، (کون ثقہ ہے، کون نہیں) اور فقہ اور فرائض تو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا ہی فن ہے، گویا وہ اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔''

(عقود الجمان: ۱۹۴)

نضر بن شمیلؒ نے فرمایا:

''لوگ فقہ سے سوئے ہوئے تھے، یہاں تک کہ امام ابوحنیفہؒ نے ان کو بیدار کیا، اس چیز کے ساتھ جس کو انہوں نے واضح کیا، اور اس کی تلخیص کی۔'' (تاریخ بغداد: ۱۳/۳۴۶)

عبداللہ بن ابی جعفر الرازیؒ نے فرمایا:

''میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے کوئی شخص امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا، اور نہ کوئی شخص ان سے زیادہ پرہیزگار دیکھا۔'' (تاریخ بغداد: ۱۳/۳۳۹)

جعفر بن ربیع نے فرمایا:

''میں نے امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں پانچ برس قیام کیا، میں نے ان سے زیادہ خاموش رہنے والا کسی کو نہیں دیکھا، البتہ جب ان سے فقہ کے بارے میں سوال کیا جاتا تو جواب دیتے اور مثل وادی کے بہتے۔ (یعنی جس طرح وادی میں سیلاب تیزی سے بہتا ہے، اسی طرح امام صاحب گفتگو فرماتے)'' (تاریخ بغداد: ۱۳/۳۴۷)

جریرؒ نے بیان فرمایا:

''اعمش سے جب (علمی) دقائق کے بارے میں سوال کیا جاتا انکو امام ابوحنیفہؒ کے پاس بھیجدیا کرتے۔'' (مناقب ابی حنیفہؒ وصاحبیہ للامام الذہبی: ۱۸)

عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا:

''اگر رائے کی احتیاج ہوتو امام مالکؒ، امام ابوسفیانؒ، امام ابوحنیفہؒ کی رائے معتبر ہے، اور امام ابوحنیفہؒ ان میں زیادہ بہتر اور زیادہ باریک سمجھ والے تھے، اور فقہ کے بارے میں سب سے زیادہ ماہر اور تینوں میں زیادہ فقیہ تھے۔ (حوالہ بالا:۱۹)

الصالحیؒ نے (عقود الجمان: ص۱۸۴) میں ذکر فرمایا ہے کہ:

''سب سے اول امام ابوحنیفہؒ نے فقہ کو مدون کیا اور اس کو باب درباب مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالکؒ بن انس نے انہیں کی پیروی کی، (اس میں) امام ابوحنیفہؒ پر کسی نے سبقت نہیں کی۔''

امام ابوحنیفہؒ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی خالص خیر خواہی میں مبالغہ کی وجہ سے اپنے مذہب کی تدوین کے لئے شوریٰ قائم فرمائی۔ تنہا اپنے اجتہاد سے کام نہیں لیا۔ شوریٰ کے درمیان ایک ایک مسئلہ زیر بحث لایا جاتا، اہل شوریٰ کے پاس جو دلائل ہوتے امام صاحبؒ ان سے ان کا سوال فرماتے اہل شوریٰ اپنے اپنے دلائل بیان فرماتے۔ امام صاحبؒ اپنے دلائل بیان فرماتے، ہر ہر مسئلہ میں ایک ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ (مدت تک) مناظرہ فرماتے۔ (مطلب یہ ہے کہ عام مسائل میں تین روز اور مشکل و پیچیدہ مسائل میں بعض میں ایک ہفتہ اور بعض میں ایک ہفتہ سے بھی زیادہ مدت تک مباحثہ کی نوبت آتی۔)

اور روشن چراغ سے زیادہ روشن و واضح دلائل بیان فرماتے اور علماء کاملین کے قبول کر لینے کے بعد امام ابو یوسفؒ اس کو اصول (کی کتابوں) میں اندراج فرماتے، پس جب یہ اہتمام کیا گیا ہو تو جو مذہب ائمہ کرام کی شوریٰ نے مدون کیا ہو وہ زیادہ بہتر اور زیادہ درست ہوگا، اور درستگی و استقامت اور صحت

کے زیادہ قریب ہوگا، اس مذہب کے مقابلہ میں جس کو تنہا کسی شخص (امام) نے وضع کیا ہو، اور اس میں صرف اپنی رائے پر ہی اعتماد کیا ہو زیادہ عمدہ اور باعث اطمینان ہوگا اور اسی کی طرف دلوں کا میلان بھی زیادہ ہوگا۔ (مناقب ابی حنیفہ للکردری:ص ۵۷)

اسد بن الفراتؒ نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب جنہوں نے کتب (فقہ) کو مدون کیا، چالیس حضرات تھے، عشرہ متقدمین میں امام ابویوسف، زفر بن الہذیل، داؤد الطائی، اسد بن عمرو، یوسف بن خالد السمتی، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ تھے، اور وہ (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہؒ) وہ ہیں جنہوں نے تیس برس تک کتابت کے فرائض انجام دیئے۔ (حسن التقاضی:۱۲)

اسد بن الفراتؒ کا ہی ارشاد ہے کہ:

''اسد بن عمروؒ نے فرمایا کہ (ائمہ حضرات) امام ابوحنیفہؒ کے پاس کسی مسئلہ کے جواب میں اختلاف کرتے، یہ ایک جواب دیتا وہ دوسرا جواب دیتا، پھر اس کو امام صاحبؒ کی خدمت میں پیش کرتے، اور اس کے بارے میں سوال کرتے، امام صاحبؒ قریب سے ہی اس کا جواب دیدیا کرتے، اور ایک ایک مسئلہ میں تین روز تک مباحثہ فرماتے، پھر اس کو کتابوں میں لکھا جاتا۔ (حسن التقاضی:۱۲)

ضمیریؒ نے اسحاق ابن ابراہیمؒ کا قول سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ:

''امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب امام صاحب کے ساتھ کسی مسئلہ میں مشغول ہوتے تھے، جب تک عافیۃ بن یزیدؒ حاضر نہ ہوتے امام ابوحنیفہؒ فرماتے مسئلہ نہ اٹھاؤ یہاں تک کہ عافیہ حاضر ہوجائیں، جب عافیہ حاضر

ہوجاتے اور وہ ان کی موافقت فرماتے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے اس کو لکھ لو، اور اگر وہ موافقت نہ فرماتے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے اس کو نہ لکھو۔(حسن التقاضی:۱۲)

امام ابوحنیفہؒ نے لاکھوں مسئلے مدون فرمائے، ان کی صحیح تعداد کے بارے میں ناقلین کا اختلاف ہے، کم سے کم روایت تین لاکھ اسی ہزار (۳۸۰۰۰۰) کی ہے، ان میں اڑتیس ہزار عبادات میں اور باقی معاملات کے متعلق ہیں۔(مناقب ابی حنیفہؒ للکردری:ص۱۶۲)

عقل وذکاوت

یزیدؒ نے فرمایا:

''میں نے ابوحنیفہؒ سے زیادہ نہ کوئی پرہیزگار دیکھا نہ عقلمند۔''

(تذکرۃ الحفاظ:۱/۱۶۸)

امام مالک بن انسؒ سے کہا گیا، کیا آپ نے ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے اگر وہ تجھ سے اس ستون کو سونے کا ثابت کرنے کے سلسلہ میں گفتگو کرے تو وہ اس پر حجت قائم کردے۔(اور اس کو سونے کا ثابت کردے)(تاریخ بغداد:ص۱۳/۳۳۸)

خارجہ بن مصعبؒ نے فرمایا:

''میں نے ایک ہزار علماء سے ملاقات کی اور ان میں عقلمند صرف تین یا چار کو پایا، پھر ان تین یا چار میں امام ابوحنیفہؒ کا بھی ذکر فرمایا۔''(تاریخ بغداد:۱۳/۳۶۴)

عبادت

سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا:

''ہمارے وقت میں مکہ میں کوئی شخص امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۳/۱۳)

ابومطیعؒ نے فرمایا:

''میں مکہ میں مقیم تھا، میں رات کے کسی حصہ میں طواف میں داخل نہیں ہوا مگر امام ابوحنیفہؒ اور سفیان کو طواف میں دیکھا۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۳/۱۳)

ابوعاصم النبیلؒ نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہؒ کو کثرت صلوۃ کی وجہ سے وتد (میخ) کہا جاتا تھا۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۴/۱۳)

حفص بن عبدالرحمٰنؒ نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہؒ تیس برس تک ایک رکعت میں قرآن پاک پڑھنے کے ساتھ شب بیداری فرماتے رہے۔''

خوف وخشیت

یزید بن الکمیت فرماتے ہیں کہ:

''امام ابوحنیفہؒ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ خوف کرنے والے تھے۔ (ایک دفعہ) علی بن الحسین الموذن نے عشاء کی نماز میں ''اذا زلزلت'' الخ پڑھی امام ابوحنیفہؒ ان کے پیچھے تھے، جب نماز پوری ہوگئی اور لوگ نکل گئے میں نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا فکرمند بیٹھے ہیں اور لمبے لمبے سانس لے رہے ہیں۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۷/۱۳)

قاسم بن معینؒ نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہؒ نے ایک پوری رات اس آیت پر گذاردی ''بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرّ'' اسی کو بار بار پڑھ رہے ہیں اور آہ وزاری کررہے ہیں۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۷/۱۳)

وکیعؒ نے فرمایا:

''خدا کی قسم امام ابوحنیفہؒ بڑے امانت دار تھے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ بڑائی اور بزرگی وعظمت تھی، اپنے رب کی خوشنودی کو ہر شئ پر ترجیح دیتے تھے، اگر اللہ پاک کے بارے میں تلواروں سے ان پر حملہ کردیا جاتا اس کو بھی برداشت کرلیتے۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۸/۱۳)

زہد وورع اور پرہیز گاری

مکی بن ابرہیمؒ نے فرمایا:

''میں کوفیوں کے پاس بیٹھا ہوں، میں نے ابوحنیفہؒ سے زیادہ پرہیز گار نہیں دیکھا۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۸/۱۳)

عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (تاریخ بغداد: ص۳۵۹/۱۳)

یحیٰ بن القطانؒ نے فرمایا:

''قسم بخدا ہم ابوحنیفہؒ کے پاس بیٹھے ہیں اور ان سے (احادیث کو) سنا ہے۔ خدا کی قسم میں جب ان کو دیکھتا تھا تو ان کے چہرہ میں یہ پہچانتا تھا کہ وہ اللہ پاک سے ڈرتے ہیں۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۵۲/۱۳)

عبداللہ بن المبارکؒ نے فرمایا:

''کہ میں نے سفیان ثوریؒ سے کہا، اے ابوعبداللہ! ابوحنیفہؒ

غیبت سے بہت دور رہتے ہیں، میں نے کبھی ان کو اپنے کسی دشمن کی غیبت کرتے ہوئے نہیں سنا، انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم وہ بہت عقل والے ہیں، اس سے کہ اپنی نیکیوں پر ایسی چیز کو مسلط کریں جو ان سب کو ختم کردے۔'' (تاریخ بغداد: ۱۳/۳۶۳)

عبداللہ بن المبارکؒ کا ہی ارشاد ہے جو امام ابوحنیفہؒ کے تذکرہ پر فرمایا:

''اس شخص کے بارے میں کیا کہا جائے کہ اس پر دنیا اور مال و دولت پیش کی گئی مگر اس نے ان سب کو ٹھکرا دیا، اس پر کوڑے برسائے گئے، اس نے ان پر صبر کیا، مگر جو چیز اس سے طلب کی جارہی تھی، اس کو قبول نہیں کیا۔ (یعنی عہدۂ قضا)'' (عقود الجمان: ۲۳۹)

حسن بن صالحؒ نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہؒ بڑے پرہیزگار حرام سے ڈرنے والے، شبہ کے ڈر سے بہت سی حلال چیزوں کو ترک کردینے والے تھے، میں نے کوئی فقیہ ان سے زیادہ اپنے نفس و علم کی حفاظت کرنے والا نہیں دیکھا، ان کی تیاری تمام کی تمام قبر کے لئے تھی۔'' (عقود الجمان: ۲۴۱)

عادات اور خصلتیں

مجاہدؒ نے بیان کیا کہ میں ہارون رشید کے پاس موجود تھا کہ امام ابویوسفؒ ان کے پاس داخل ہوئے، ہارون رشید نے ان سے کہا کہ مجھ سے امام ابوحنیفہؒ کے اخلاق بیان کرو، امام ابویوسفؒ نے فرمایا:

''خدا کی قسم وہ اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں کو بہت زیادہ دفع کرنے والے تھے، اہل دنیا سے دور رہنے والے، لمبے سکوت والے،

ہمیشہ فکر مند رہنے والے، زیادہ بولنے والے اور زیادہ گفتگو کرنے والے نہیں تھے، اگر ان سے کسی مسئلہ کا سوال کیا جاتا اگر ان کے پاس اس کا علم ہوتا اس کا جواب دیتے، امیر المومنین میں ان کو نہیں جانتا، مگر اپنے نفس اور اپنے دین کی حفاظت کرنے والا، لوگوں سے اپنے نفس میں مشغول رہنے والا، کسی کا بجز خیر کے کبھی ذکر نہ فرماتے (یہ سنکر) ہارون رشید نے کہا صالحین کے اخلاق یہی ہیں۔'' (مناقب ابی حنیفہؒ وصاحبیہ للحافظ الذہبی:۹)

شریک قاضیؒ نے بیان فرمایا:

''امام ابوحنیفہؒ لمبی خاموشی والے، زیادہ تفکر کرنے والے، فقہ میں گہری نظر والے، علم وعمل اور بحث میں لطیف (نکتے) نکالنے والے، جن (طلبہ) کو تعلیم دیتے ان (کی خلاف مزاج باتوں) پر صبر کرنے والے، اگر کوئی طالب علم فقیر محتاج ہوتا اس کی حاجت روائی کرتے، اور اس کو غنی بنا دیتے، اور جب وہ علم حاصل کر لیتا اس سے فرما دیتے، حلال وحرام کی معرفت کے ذریعہ غنی اکبر تک تمہاری رسائی ہوگئی ہے۔ بہت زیادہ عقل والے، لوگوں سے بہت کم مجادلہ ومحادثہ کرنے والے۔ (عقود الجمان:۲۰۶)

لیل ونہار

امام زفرؒ نے فرمایا:

''میں بیس برس سے زیادہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس مجلس میں شریک رہا ہوں، میں نے کسی کو لوگوں کا ان سے زیادہ خیر خواہ نہیں دیکھا، لوگوں پر نہ ان سے زیادہ کسی کو شفیق ومہربان دیکھا، اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ

کے لئے صرف کر چکے تھے، عامۃ دن میں علم مسائل اوران کی تعلیم فتاویٰ کے جوابات میں مشغول رہتے، اور جب مجلس سے کھڑے ہوتے کسی بیمار کی عیادت کرتے، کسی کے جنازہ میں شرکت کرتے، کسی فقیر کی غمخواری کرتے، یا کسی بھائی کی صلہ رحمی یا کسی کی حاجت روائی کرتے، تا حیات یہ ان کا طریق زندگی تھا۔ (عقود الجمان: ۲۰۸)

امامت وجلالت

امام ابوداؤد السجستانیؒ (صاحب سنن ابی داؤد) فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ مالکؒ پر رحم فرمائے، وہ امام تھے، شافعیؒ پر رحم فرمائے، وہ امام تھے، ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔'' (الانتقاء لابن عبدالبر: ۳۲)

امام ذہبیؒ نے امام ابوداؤد کا یہی قول تذکرۃ الحفاظ: ۱۶۹/۱، میں نقل فرمایا ہے، اور صرف امام ابوحنیفہؒ کے ذکر پر اکتفاء فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے، وہ امام تھے۔''

عبداللہ بن المبارکؒ نے فرمایا:

''کوئی شخص امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ اقتداء کئے جانے کا حقدار نہیں، اس لئے کہ وہ امام متقی صاف ستھرے پرہیز گار عالم فقیہ تھے، علم کو اس طرح کھولا کہ کسی نے ایسی بصیرت، فہم و فطانت و پرہیز گاری کے ساتھ نہیں کھولا تھا۔'' (مناقب ابی حنیفہؒ للکردری: ص۴۶)

مسعر بن کدامؒ نے فرمایا:

''جس شخص نے امام ابوحنیفہؒ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان

کرلیا مجھے امید ہے کہ اس کو کوئی اندیشہ نہیں اور اس نے اپنے نفس کے لئے احتیاط کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۳۹/۱۳)

یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا: کہ میں نے یحییٰ بن سعید بن القطانؒ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے:

''ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے، ہم نے ابوحنیفہؒ کی رائے سے زیادہ اچھی کسی کی رائے نہیں دیکھی اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو اختیار کیا ہے۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۴۵/۱۳)

یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا:

''میں نے یحییٰ بن سعید کو دیکھا فتویٰ میں کوفیوں کے قول کو اختیار فرماتے، اور کوفیوں کے اقوال میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو اختیار فرماتے، امام ابوحنیفہؒ کی رائے کا انکے اصحاب کی رائے کے مقابلہ میں اتباع فرماتے۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۴۶/۱۳)

یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا:

''میں نے وکیع سے زیادہ افضل کسی کو نہیں دیکھا وہ قبلہ رخ بیٹھ کر حدیث حفظ کرتے، رات کو قیام کرتے، پے در پے برابر روزے رکھتے، امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیتے اور انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے بہت کچھ سنا ہے۔ اور یحییٰ بن سعید القطانؒ بھی انکے قول پر فتویٰ دیتے۔'' (تاریخ بغداد: ص۴۷۰/۱۳)

یحییٰ بن معینؒ کا ہی قول ہے:

''قراءت میرے نزدیک حمزہ کی قراءت معتبر ہے، اور فقہ امام ابوحنیفہؒ کا فقہ معتبر ہے، اسی (عقیدہ پر) میں نے لوگوں کو پایا ہے۔''

(تاریخ بغداد: ص۳۴۱/۱۳)

محدثین اور طلباء علم پر انفاق وسخاوت

قیس بن الربیعؒ نے بیان کیا کہ:

''امام ابوحنیفہؒ (لوگوں کی) پونجیاں (جو ان کے پاس جمع رہتیں) بغداد بھیجتے اور اس سے سامان خرید کر کوفہ لاتے اس کو فروخت کرتے اور سال سے سال تک جو اس کا نفع ہوتا اس کو جمع کرتے اور اس سے مشائخ محدثین کی ضرورت کا سامان غلہ، کپڑے اور دیگر ضروریات کا سامان خرید کر اور نفع میں جو دنانیر بچتے ان سب کو ان کے پاس بھیجتے اور فرما دیتے اپنی ضروریات میں خرچ کرو اور اللہ کے سوا کسی کی تعریف نہ کرو، اس لئے کہ میں اپنے مال میں سے تم کو کچھ نہیں دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر تمہارے بارے میں جو فضل فرمایا ہے وہ یہ ہے اور یہ تمہاری ہی پونجیوں کا نفع ہے، میرے ہاتھوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کو جاری فرمایا ہے۔'' (تاریخ بغداد: ص ۳۶۰/۱۳)

حفص بن حمزہ القرشیؒ نے بیان فرمایا کہ:

''امام ابوحنیفہؒ بعض دفعہ ان کے پاس سے کوئی شخص گذرتا اور بلا ارادہ اور بغیر بٹھائے وہ ان کے پاس بیٹھ جاتا، جب وہ مجلس سے کھڑا ہوتا حضرت اس سے دریافت فرماتے اگر اس کو فاقہ ہوتا اس کی حاجت روائی فرماتے۔ اگر بیمار ہوتا اسکی عیادت فرماتے۔'' (تاریخ بغداد: ۳۶۰/۱۳)

وفات وسانحۂ ارتحال

خطیب اور ابومحمد الحارثیؒ نے بیان کیا کہ ابوجعفر المنصور نے امام ابوحنیفہؒ

کوکوفہ سے بغداد طلب فرمایا اور ان سے عہدۂ قضا قبول کرنے کی درخواست کی اور یہ کہ بلادِ اسلام کے تمام قضاۃ ان کے ماتحت ہوا کریں گے۔ امام ابوحنیفہؒ نے معذرت بیان کی اور اس کو قبول نہیں فرمایا۔ ابوجعفر منصور نے ان کو قید میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ ہر روز ان کو (قید سے) باہر نکالا جایا کرے اور دس کوڑے مارے جایا کریں اور بازاروں (راستوں گلی کوچوں) میں اس کا اعلان اور تشہیر کی جایا کرے۔ پس (حکم کے مطابق) امام صاحبؒ کو قید سے نکالا جاتا اور ان کے کوڑے سخت کوڑے مارے جاتے جس سے ان کے جسم پر نشان پڑ جاتے، اور بازاروں میں ان کو گھمایا جاتا اور اعلان کیا جاتا، ان کی ایڑیوں پر خون بہہ پڑتا اور ان کو قید خانہ میں لوٹا دیا جاتا۔ اور قید خانہ میں ان کے کھانے پینے میں بھی تنگی کی جاتی، دس روز برابر ہر روز دس کوڑے مارے جاتے۔ جب کوڑے مارے جانے کا سلسلہ برابر ہوتا رہا وہ (اللہ تعالیٰ کے سامنے) روئے اور کثرت سے دعا مانگی، پس اس کے بعد پندرہ یوم زندہ رہے پھر وفات ہوگئی۔ **رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ.**

ابومحمد الحارثی نے نعیم بن یحییٰؒ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کی موت پردیس میں ہوئی اور ان کو زہر دے کر ہوئی۔

ابوحسان الزیادیؒ نے فرمایا کہ:

''جب امام ابوحنیفہؒ کو موت کا احساس ہوا سجدہ میں گر گئے اور سجدہ ہی کی حالت میں ان کی روح پرواز کرگئی۔ اس پر اتفاق ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔''

(عقود الجمان: ص ۳۵۷ تا ۳۵۹)

خطیبؒ نے فرمایا:

''صحیح یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی وفات قید میں ہوئی ہے۔''

(تاریخ بغداد: ص۳۲۸/۱۳)

اسماعیل بن سالم البغدادی نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہؒ کو قضا قبول نہ کرنے پر کوڑے مارے گئے۔ مگر انہوں نے قضاء کو قبول نہیں فرمایا۔ امام احمد بن حنبلؒ جب اس کا ذکر کرتے تو روتے اور امام ابوحنیفہؒ پر رحم کھاتے (ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے) اور یہ امام احمد بن حنبلؒ کے کوڑے لگائے جانے کے بعد ان کی حالت ہوئی۔'' (تاریخ بغداد: ص۳۲۷/۱۳)

امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارکؒ کا تذکرہ وتبصرہ

امام عبداللہ بن مبارک! جو سب کے یہاں مقبول، محدثین عظام اور ائمہ کبار کے استاذ اور شیخ ہیں، ذیل میں ان کا اجمالی تذکرہ اور تبصرہ درج کیا جارہا ہے، تاکہ حقیقت واضح ہو، غلط فہمیاں دور ہوں، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ کی توفیق دے۔

محدثین، امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے آپ کا تذکرہ کرتے ہیں فن حدیث کے رکن اعظم اور ائمہ کبار میں سے ہیں۔ صحیحین (بخاری ومسلم) میں آپ کی روایات کی تعداد سیکڑوں تک پہونچتی ہے۔ فن روایت کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''مجھے جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے وہ امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے فیض سے حاصل ہوا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنے رسالہ رفعِ یدین میں آپ کے متعلق تحریر فرمایا کہ:

> ''امام عبداللہ بن مبارکؒ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اور لوگ اگر دوسرے کم علم لوگوں کے اتباع کے بجائے ان کا اتباع کرتے تو بہتر ہوتا۔''

خود امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

> ''اگر خدا تعالیٰ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ میری فریادرسی نہ کرتا تو میں عام آدمیوں کی طرح ایک

آدمی ہوتا۔'' (مقدمہ انوار الباری: ۱/۹۴)

ابوحنیفہؒ تمام حسنات اور تمام صفاتِ محمودہ کے جامع تھے

ابن مبارکؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ جب میں کوفہ پہونچا تو وہاں کے علماء سے سوال کیا کہ تمہارے شہر میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ سب نے کہا امام ابوحنیفہؒ! میں نے پوچھا سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے؟ سب نے کہا امام ابوحنیفہ پھر میں نے پوچھا سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ سب نے کہا امام ابوحنیفہؒ۔ پھر پوچھا سب سے زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہے؟ تو سب نے کہا امام ابوحنیفہؒ۔ غرض میں نے اخلاق محمودہ وحسنہ میں جس وصف کا بھی سوال کیا۔ سب نے امام صاحب ہی کو افضل و برتر بتایا۔ (حدائق الحنفیہ: ۷۶)

مسلّم امیر المومنین فی الحدیث کی شہادت اور ان کا فیصلہ خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے۔ کاش ہماری نہیں عظیم محدث ابن مبارکؒ کی سن لی جاتی جن کا نام لیا جارہا ہے، ان ہی کا بتایا ہوا کام بھی کرلیا جاتا اور ان ہی کی راہ بھی اختیار کرلی جاتی تو آج ابوحنیفہؒ کی دشمنی سے آخرت میں جہنم کے شعلے مول نہ لینے پڑتے۔ ابن مبارکؒ اکثر فرمایا کرتے:

''ابوحنیفہؒ کی رائے'' کا لفظ مت کہو بلکہ تفسیر وحدیث کہو۔''

(موفق، انتصار، کردری)

نیز ابن مبارکؒ نے ان لوگوں کو بے وقوف قرار دیا ہے جنہوں نے ابوحنیفہؒ کی دشمنی کو زندگی کا مشن بنا رکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

ابوحنیفہؒ سے محرومی علم سے محرومی ہے

اگر میں بعض بے وقوفوں کی بات پر رہتا تو میں ابوحنیفہؒ سے محروم رہتا۔

اوران کے علوم ومعارف سے محروم رہتا، یوں کہنا چاہئے کہ طلب علم کی راہ میں میری ساری مشقت اور تعب اور ہزاروں لاکھوں روپے کا صرف رائیگاں جاتا۔ (موفق،انتصار،کردری)

امام ابن مبارکؒ ایک مرتبہ درسِ حدیث دے رہے تھے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت بیان فرمائی۔اس پر کسی نے اعتراض کیا تو آپ سخت غصہ ہوئے اور فرمایا ''تم لوگوں کا اس سے کیا مقصد ہے،جس کو خدا تعالیٰ نے بلند مرتبہ بنایا ہے وہی بلند ہوگا۔اور جس کو خدا نے برگزیدہ کرلیا ہے وہی برگزیدہ رہے گا۔'' (موفق:۲/۵۱)

امام عبداللہ بن مبارکؒ کی شہادتیں،تنبیہات اور نصح وخیر خواہی کی ایک ادنیٰ جھلک آپ نے دیکھ لی،یہ وہی ابن مبارک ہیں جن کو محدثین نے امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کیا ہے،امام بخاریؒ نے ان کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم اور محدث تسلیم کیا ہے،اوران کے مقابلہ میں دوسروں کو بے علم تک کہہ دیا ہے،آج کی طرح پچھلے ادوار میں بھی کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں جنہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی محدثانہ جلالت قدر، درجۂ اجتہاد اور مقامِ امامت سے انکار تھا، اور کچھ اس قسم کی باتیں جب ان کی مجلس میں چھڑ جاتیں،اور عظیم محدث ابوعصمہ سعد بن معاذ تک پہونچتیں کہ لوگ امام عبداللہ بن مبارکؒ کو امام اعظم ابوحنیفہؒ سے اعلم قرار دے رہے ہیں،تو فرماتے کہ:

> ''جو لوگ عبداللہ بن مبارکؒ کو امام سمجھتے ہیں اور خود بن مبارکؒ نے جس عظیم شخصیت کو امام اوران کے اقتداء کو اپنے لئے سعادت قرار دیا تھا،اس کو امام نہیں مانتے،ان کی مثال شیعوں جیسی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو امام مانتے ہیں،لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جن حضرات (خلفاءِ ثلاثہ) کو اپنا امام تسلیم کیا تھا ان کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ (موفق: ۱/۵۴)

مرقد امام ابوحنیفہؒ پر امام ابن مبارکؒ کا زار زار رونا

بالاتفاق سب مؤرخین نے لکھا ہے کہ تمام محدثین کے محدثِ اعظم امام عبداللہ بن مبارکؒ نے دنیائے حدیث کے گوشہ گوشہ میں جا کر اور لاکھوں روپے اسفار پر صرف کر کے اس دورِ خیر القرون کے ایک، ایک محدث سے علوم نبوت کی تحصیل کی۔ مگر جب امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس آئے تو آخر تک آپ سے جدا نہ ہوئے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے انتقال کے بعد ان کی قبر پر کھڑے ہو کر زار زار رو کر فرماتے رہے کہ:

"ابراہیم نخعی اور حماد نے مرتے وقت اپنا خلیفہ (ابوحنیفہ) چھوڑا تھا۔ خدا آپ پر رحم کرے کہ آپ نے اپنا خلف نہیں چھوڑا۔ یہ کہہ کر دیر تک زار زار روتے رہے۔" (خیرات الحسان)

اس مبارک تذکرہ کے آخر میں ہم ابن مبارکؒ کے نام لیواؤں کے نام ان کی وصیت درج کر دیتے ہیں تاکہ اتمام حجت ہو۔

ابن مبارکؒ اپنے تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے:

"آثار اور احادیث کو لازم سمجھو مگر انکے معانی کیلئے امام ابوحنیفہؒ کی ضرورت ہے کیوں کہ وہ حدیث کے معانی جانتے ہیں۔" (موفق، کردری)

نواب صدیق حسن خاں کی حقیقت پسندی

کیا مشاہیر محدثین اساتذہ کرام اور نقاد حدیث تلامذہ عظام رکھنے والی

عظیم شخصیت جو خود صاحب فہم وفراست ہو، علم حدیث سے خالی ہو سکتی ہے، اور وہ بھی ایسی شخصیت کہ جس کی حدیث دانی اور حدیث فہمی کی ہزاروں شہادتیں موجود ہوں، بطور نمونہ ایک شہادت نواب صدیق حسن خاں قنوجی، علامہ ابن خلدون سے نقل کرتے ہیں:

''یدل علی انہ من المجتھدین فی علم الحدیث اعتماد مذھبہ بینھم والتعویل علیہ واعتبارہ رداً وقبولاً.''

(الحطہ: ۲۴، ماخوذ از دفاع ابو حنیفہ: ۵۷/ تا ۷۸)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہؒ کبار محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ ان کے مذہب پر اعتماد واعتبار کر کے موافق مخالف رد اور قبول کی طرف متوجہ ہوں۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کا ارشاد

فقہ حنفی صحیح حدیث کے موافق ہے، امت مسلمہ کے متأخرین علماء میں مسلّم اور مایۂ ناز شخصیت حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

''بریں فقیر ظاہر ساختہ اند کہ درخلافیات کلام حق بجانب حنفی است ودرخلافیاتِ فقہی در اکثر مسائل حق بجانب حنفی ودر اقل متردد۔''

(مبداومعاد: ۳۹)

[اس فقیر پر ظاہر ہوا کہ خلافیات علم کلام میں حق حنفی مسلک کی جانب ہے اور خلافیات فقہی کے اکثر مسائل میں حق بجانب حنفی ہے اور بہت کم میں تردد ہے۔]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا ارشاد

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

”عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذھب الحنفی طریقۃ انیقۃ ھی اوفق الطریق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری۔“

(فیوض حرمین)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ مذہب حنفی میں عمدہ راستہ ہے اور جو سنت بخاریؒ کے زمانہ میں جمع ہوئی ہے اس سے زیادہ موافق ہے، یعنی صحیح حدیث ہے۔

گو حوالہ جات مذکورہ کی حیثیت کشف ہی کی ہے۔ مگر جناب نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں:

”اگر کشف دو کس باہم متوافق شود ظن غالب شود۔“ (ریاض المرتاض:۲۱)

[دو بزرگوں کے کشف اگر موافق ہو جائیں تو ظن غالب کا حکم رکھتے ہیں۔]

گویا فقہ حنفیہ اور امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے تمام مسائل جہاں ایک طرف عقل کے معیار پر پورے اترتے ہیں وہاں قرآن وحدیث سے بھی پورے طور پر وابستہ ہیں اور یہ حقیقت تب ہی مانی جا سکتی ہے جب امام صاحبؒ کی کامل حدیث دانی اور حدیث فہمی کا اعتراف اور اقرار کیا جائے۔

....

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی گریہ وزاری

واقعہ نمبر:۱ر

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا تیس یا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کرنا متواتر سند سے ثابت ہے۔ نماز میں اس قدر روتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو بھی ان پر رحم آتا تھا۔ (خیرات الحسان: ۵۰، مناقب ابوحنیفہ للذہبی: ۲۱ر تا ۲۳، کذافی الموفق)

واقعہ نمبر:۲ر

محدث فضیل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تابعین کی جماعت میں امام ابوحنیفہؒ سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا، اور وہ نماز شروع کرنے سے پہلے روتے تھے، اور دعائیں مانگتے تھے، کہنے والے کہتے تھے خدا کی قسم یہ خدا سے ڈرتا ہے، اور فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی انہیں دیکھا تو وہ کثرت عبادت کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح نظر آتے تھے۔ (خیرات الحسان: ۵۱، کذافی الموفق)

واقعہ نمبر:۳ر

ایک رات امام ابوحنیفہؒ اس آیت کو پڑھ رہے تھے: "**بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر**" (سورۃ القمر) [بلکہ قیامت ان کا (اصل) وعدہ ہے، اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے۔] اور روتے رہتے۔ (خیرات الحسان: ۵۱، کذافی الموفق)

واقعہ نمبر:۴؍

امام ابوحنیفہؒ ایک رات تلاوت کرتے ہوئے یہاں پہونچے:"**فمن الله علینا و وقنا عذاب السموم**" تواسکوباربار پڑھتے رہے،(اورروتے رہے) یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوگئی۔(خیرات الحسان:۵۱،مناقب ابی حنیفہؒ:۲۲،کذافی الموفق)

واقعہ نمبر:۵؍

حضرت یحییٰ بن القطانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جب ابوحنیفہ کو دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ خدا سے ڈرنیوالے ہیں،ایک رات"**بل الساعة موعدهم والساعة ادهى و امر**" پڑھتے رہےاورروتے رہے۔(مناقب ابی حنیفہؒ:۳۲،کذافی الموفق)

واقعہ نمبر:۶؍

یزید بن لیث کہتے ہیں امام نے (عشاء) کی نماز میں سورۃ "**اذا زلزلت الارض**" پڑھی،امام ابوحنیفہؒ مقتدی تھے،میں نے نماز سے فارغ ہوکر ابوحنیفہؒ کو دیکھا وہ پریشان بیٹھے ہیں،ان کا سانس بھی صحیح طور سے نہیں آرہا تھا، میں سمجھا کہ شاید دل کا مرض ہے،میں چراغ کو ویسے ہی چھوڑ کر چلا گیا،پھر میں صبح صادق کے بعد آیا تو امام ابوحنیفہؒ کھڑے ہوئے اپنی داڑھی کو ہاتھ سے پکڑے(روتے تھے)اور کہتے تھے اے وہ ذات جو خیر کے ذرہ ذرہ کا بدلا دیگی، اورشر کے ذرہ ذرہ کا بدلا دے گی تو نعمان کو جہنم اوراسکے قریب کرنیوالی چیزوں سے بچا کر اپنی رحمت کی وسعت میں داخل کر۔(خیرات الحسان:۵۲،کذافی الموفق)

واقعہ نمبر:۷؍

ایک شخص کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس تھا،جب وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے،چٹائی پر ان کے آنسو گرنے کی آواز میں سن رہا تھا،گویا کہ بارش ہورہی ہے،اوررونے کا اثر ان کی آنکھوں اوررخساروں پرنظر آتا تھا،اللہ

تعالیٰ اس پر رحم کرے، اس سے راضی ہو۔ (خیرات الحسان: ۵۴، کذا فی الموفق)

واقعہ نمبر: ۸/

یزید بن کمیت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کے غلام نے ان کے سامنے ریشم کی گٹھڑی کھولی جس میں سرخ، سبز اور زرد رنگ کا ریشم تھا، یہ دیکھ کر غلام نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے ہیں، یہ سن کر امام ابوحنیفہؒ رو دیئے اور اس قدر روئے کہ سر اور کندھے حرکت کرنے لگے، اور غلام سے کہا دکان بند کردو، اور جلدی سے سر ڈھانپے ہوئے چل دیئے، جب دوسرا دن ہوا تو مجھ سے کہا اے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے کی جرأت نہیں کرسکتے، جنت تو وہ مانگے جس نے اس کو راضی کرلیا ہو، (یعنی نفس کو جنت کیلئے) ہم جیسے کو تو عفو اور معافی کا سوال کرنا چاہیئے۔ (مناقب ابی حنیفہ للذہبی: ۲۳، کذا خیرات الحسان، کذا فی الموفق)

واقعہ نمبر: ۹/

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہؒ نے آخری حج کیا تو خادم کعبہ کو نصف مال دیا تا کہ وہ ان کو کعبہ کے اندر داخل ہونے دے، (جب اجازت مل گئی تو) ایک پاؤں کے سہارے نصف قرآن پڑھا اور دوسرے پاؤں کے سہارے نصف قرآن پڑھا، پھر (رو رو کر یہ دعا کی) اے رب! میں نے تیری معرفت پوری طرح حاصل کرلی، (یعنی ممکن ہے) لیکن تیری عبادت پوری طرح نہ کرسکا، پس آپ میری ان تمام معرفت کی وجہ سے عبادت میں جو کمی ہے اس کو پورا فرمادیں، بیت اللہ کے ایک کونے سے آواز آئی کہ تو نے خوب معرفت حاصل کی اور بہت اچھی طرح عبادت کا حق ادا کیا، ہم نے تجھے بخش دیا، اور قیامت تک جو تیرے مذہب پر چلے گا اس کو بھی بخش دیا۔
(خیرات الحسان: ۵۲، کذا فی الموفق)

واقعہ نمبر:۱۰/

مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ ایک دن ہم امام اعظم کے ساتھ چل رہے تھے، کہ اچانک امام صاحب کا پاؤں ایک لڑکے کے پاؤں پر آ گیا، جسے ابوحنیفہؒ نے نہیں دیکھا تھا،لڑکے نے کہا ''یا شیخ اما تخاف القصاص یوم القیامۃ'' [حضرت کیا تم روز قیامت خدا کے انتقام سے نہیں ڈرتے؟]لڑکے کی یہ بات سن کرامام صاحب پرغشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا لڑکے کی بات پر اتنا دل برداشتہ کیوں ہوگئے؟ امام صاحب نے فرمایا: شاید یہ غیبی ہدایت ہو۔(خیرات الحسان:۵۲،عقود الجمان:۲۲۹،بحوالہ امام اعظم کے حیرت انگیز واقعات:۸۰)

واقعہ نمبر:۱۱/

ہیاج بن بطام کی روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے پاس ایک جھنڈا ہے جسے تھامے ہوئے بڑے سکون سے کھڑے ہیں، میں نے عرض کیا اے ابوحنیفہؒ! کیوں کھڑے ہو؟ ارشاد فرمایا: اپنے ساتھیوں اور شاگردوں اور محبین کا انتظار کررہا ہوں تاکہ سب اکٹھے چلیں، یہ سن کر میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوگیا، اچانک دیکھا کہ طالبان علوم نبوت اور ائمہ اور علماء کی ایک بری جماعت جمع ہوگئی۔ پھر آپ چل پڑے ہم بھی آپ کی اقتدا میں چلے صبح میں نے حاضر خدمت ہوکر خواب کا قصہ بیان کیا، تو امام ابوحنیفہؒ پرلرزہ طاری ہوگیا، اور بے اختیار رونے لگے اور بار بار یہ دعا فرماتے تھے، ''اے اللہ ہماری عاقبت اور انجام کو بہتری اور خیر کی طرف پھیر دے۔''

(عقود الجمان:۳۶۷،بحوالہ امام صاحب کے حیرت انگیز واقعات:۱۰۹)

واقعہ نمبر:۱۲/

بکر عابد سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا کہ

نماز میں مشغول ہیں، گریہ طاری ہے، بے اختیار روتے جاتے ہیں، اور عاجزی سے دعا کرتے جاتے ہیں۔ "رب ارحمنی یوم تبعث عبادک وقنی عذابک واغفرلی ذنوبی یوم یقوم الاشھاد." [اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، جس روز کہ تیری بارگاہ میں پیشی ہو، مجھے اپنے عذاب سے بچا، میرے گناہوں کو معاف فرما، جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہونگے۔ (عقود الجمان: ۲۳۵، موفق: ۲۳۱)

واقعہ نمبر: ۱۳/

ابراہیم بصریؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن مجھے صبح کی نماز میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ کھڑا ہونے کا اتفاق ہوا، جب امام نے آیت "ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون پڑھی" [اے مخاطب! جو کچھ ظالم لوگ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان سے بے خبر مت سمجھ۔] تو امام ابوحنیفہؒ لرز گئے، وجود پر کپکپی طاری ہوگئی، اور خوف خدا سے کانپ اٹھے۔ (عقود الجمان: ۲۲۸، بحوالہ سابقہ: ۱۱۴)

واقعہ نمبر: ۱۴/

مسعر بن کدام کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ کو عشاء کے بعد دیکھا کہ نماز کے بعد گھر گئے، اور پھر مسجد میں داخل ہو کر نماز شروع کر دی، جب اس آیت پر پہونچے: "ان الذین یتلون کتاب اللہ واقامو الصلوۃ" اس کو بار بار پڑھتے رہے، جب اس آیت پر پہونچے "امن ھو قانت آناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الآخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہ" اس کو بار بار پڑھتے، (اور روتے جاتے) یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (الموفق: ۲۱۷)

واقعہ نمبر: ۱۵/

ابومتوکل کہتے ہیں کہ میں کئی سال تک امام ابوحنیفہؒ کا پڑوسی رہا، کبھی ایسا نہ ہوا کہ ابوحنیفہؒ نے نماز اور تلاوت نہ کی ہو، یعنی ہمیشہ رات کو نماز پڑھتے، اور قرآن

کریم کی تلاوت کرتے ، اور صبح تک رونے کی میں آواز سنتا تھا۔ (الموفق:۲۲۴)

واقعہ نمبر:۱۶/

مکی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوحنیفہؒ کے پڑوسی نے بیان کیا حالانکہ وہ شیعہ تھا کہ میں چالیس سال امام ابوحنیفہؒ کا پڑوسی رہا، میں ہمیشہ آپ کو رات میں قرآن پاک پڑھتے دعا مانگتے اور روتے سنا، آپ کثرت سے دعا مانگتے ، اور رونے والے تھے۔ (الموفق:۲۲۹)

واقعہ نمبر:۱۷/

محمد بن یوسف کسی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ چندروز امام ابوحنیفہؒ کے پڑوسی بنے ، تو امام ابوحنیفہؒ ساری رات نماز پڑھتے ، اور روتے ، اور سارا دن اپنے شاگردوں کو فقہ پڑھاتے ۔ (الموفق:۲۲۹)

واقعہ نمبر:۱۸/

ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اکثر فقہاء جامع مسجد میں نماز پڑھتے تھے، مسعر بن الکدام امام ابوحنیفہؒ سے دشمنی رکھتے تھے، اور مختلف طریقوں سے انہیں تنگ کرتے تھے، ایک دن مسعر بن لکدام عشاء کے بعد امام ابوحنیفہؒ پر گذرے وہ سجدے میں تھے، یہ ان کے کپڑے پر کنکریاں رکھ کر چلے گئے، امام ابوحنیفہؒ کو پتہ نہ چلا کہ کس نے رکھی ہیں، جب صبح مسعر بن لکدام اذان دینے آئے تو دیکھا کہ امام ابوحنیفہؒ اسی طرح سجدہ میں پڑے رورہے ہیں اور دعائیں مانگ رہے ہیں، پھر جب صبح کی نماز پڑھ چکے تو مسعر اپنے دوستوں کے ساتھ امام ابوحنیفہؒ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے توبہ کرلی کہ آئندہ آپ سے عداوت نہ رکھوں گا، آپ بھی مجھے معاف فرمادیں، امام صاحب نے معاف فرمادیا۔ (اخبار ابی حنیفہؒ واصحابہ للصیمری:۴۲)

یہ ہیں امام اعظم جن کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہؒ ہے، مرکز علم وادب کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، اس زمانہ میں کوفہ علم کا مرکز تھا، امام حاکم نے انچاس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام مع ولدیت بیان کئے ہیں جو کوفہ میں نازل ہوئے۔ (مقام ابی حنیفہؒ:۵۹)

علامہ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ ستر بدری اور تین سو بیعت رضوان میں شریک ہونے والے کوفہ میں تشریف فرما ہوئے۔ (طبقات ابن سعد:۶/۴)

امام ابوبشر الدولابی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار پچاس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوئے، جس سے کوفہ بابرکت ہو چکا تھا۔ (مقام ابوحنیفہؒ:۵۹)

امام عبداللہ العجلی فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نازل ہوئے۔ (مقام ابی حنیفہ)

اس لئے حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ تم حج کے مسائل اور قرأت اہل مدینہ سے سیکھو، لیکن حلال وحرام کے مسائل اہل کوفہ سے لو، اور فرماتے ہیں جو شخص فقہ چاہتا ہو اس کے لئے کوفہ ہی ہے، علامہ ابن عساکر بھی وہی فرماتے ہیں جو حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا۔ (مقام ابی حنیفہ)

حضرت امام بخاریؒ نے طلب حدیث کیلئے بہت سے سفر کئے، (مثلاً جزیرہ میں ایک مرتبہ تشریف لے گئے، اور بصرہ میں دو مرتبہ اور حرمین شریفین میں چھ مرتبہ) لیکن کوفہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں یہ نہیں گن سکتا کہ میں محدثین کے ساتھ کوفہ اور بغداد کتنی مرتبہ گیا۔ (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری، بحوالہ مقام ابی حنیفہؒ ۶۴)

اسی وجہ سے بخاری شریف میں کوئی ورق ایسا نہیں جس میں اہل کوفہ سے روایت نہ لی گئی ہو۔ (ماخوذ از: صالحین کے آنسو)

❁❁❁

امام ابوحنیفہؒ کی منقبت میں چند اشعار

صاحب فضل وکمال محدثین اور بزرگوں نے امام ابوحنیفہؒ کی منقبت کو اپنے اشعار میں بھی بیان کیا ہے، نمونۃً چند اشعار ذکر کئے جاتے ہیں۔ (عقود الجمان میں یہ اشعار مختلف مقامات پر آئے ہیں اسی سے ہی ان کو نقل کیا ہے۔)

ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ؎

نَهَارُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لِلْاِفَادَةِ
وَلَیْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لِلْعِبَادَةِ
وَسُوْرَة زلزلت قد زلزلته
بِسُوْرَتِهَا وَسلبت فواده
وودع نومه خمسين عاماً
بطاعته وخداه الوساده

[ابوحنیفہؒ کا دن لوگوں کو نفع رسانی، اور رات عبادت کے لئے ہے، اور سورۂ زلزال نے ابوحنیفہؒ کو اپنے حملہ سے جھنجھوڑ کر رکھدیا، اوران کے دل کو اڑا لے گئی اللہ کی عبادت میں انہوں نے ۵۰؍سال تک نیند کو خیر باد کہا، اور ان کے رخساروں نے تکیہ کو الوداع کہدیا۔]

ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ؎

خَیْرُ مَدِیْحِ اَبِیْ حنیفة اَنَّهٗ
اَسَدُ الْعُلُوْمِ وَغَابَةُ الْاَقْلَامِ

قَدۡ حَازَ فِیۡ شَانِ التورع غَایَةً
تَکۡبُوۡ وَرَاءَ بُلُوۡغِهَا الۡاَوۡهَام
للزهد لم یقبل حلالاً طیباً
متٰی یسَاقُ اِلٰی حِمَاه حَرَام
هل قد رأیتم مثله متورعاً
جاء ت به الاصلاب والارحام
ما مثله رأت اللیالی عابدا
یقضان وما فی درسه الایام

ترجمہ: (۱) ابوحنیفہؒ کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ علوم کے شیر اور قلموں کے جنگل ہیں۔

(۲)...... پرہیزگاری کی شان میں اس درجہ کو پہونچ گئے جہاں تک پہونچنے سے وہم بھی گھٹنا ٹیک دیتا ہے۔

(۳)...... پرہیزگاری کی وجہ سے حلال اور طیب کو بھی قبول نہیں کیا تو بھلا حرام ان کے قریب کب پہوچ سکتا ہے۔

(۴)......آپ لوگوں نے کبھی ان جیسا پرہیزگار دیکھا، جس کو کسی ماں باپ نے جنم دیا ہو۔

(۵)......راتوں نے اس جیسا بیدار مغز عابد نہیں دیکھا، ایام نے اس جیسا مدرس نہیں دیکھا۔

بعض شعرانے کہا: ؎

قَبۡرُ الۡاِمَامِ اَبِیۡ حَنِیۡفَةَ رَوۡضَةٌ
مِنۡ جَنَّةِ الۡخُلۡدِ الۡمُنِیۡرَةِ نَاضِرَةٌ

مِنۡهَا یَنَابِیۡعُ الۡعُلُوۡمِ غَزِیۡرَۃٌ
مِنۡ تَحۡتِہٖ وَالۡمُکرمَاتِ النَّادِرَۃِ
فَعَلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡاَنَامِ سَلامَۃٌ
مَالاحَ نَجۡمٌ فِی السَّمَاءِ الزَّاہِرَۃِ

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ کی قبر شریف جنت الخلد کا ایک منور تر و تازہ باغ ہے، اس کے نیچے سے علوم کثیرہ اور انوکھی شرافتوں کے چشمے ابل رہے ہیں، ان کے اوپر مخلوق کے رب کی طرف سے اس وقت تک سلامتی نازل ہو جب تک کوئی روشن ستارہ آسمان پر چمکے۔

محدث شہیر عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: ؎

فَاِنَّ اَبَاحَنِیۡفَۃَ کَانَ بَحۡرًا
تَقِیًّا خَاشِعاً وَلَدَیۡہِ خِیۡفَۃٗ
وَلَمۡ یَکُ بِالۡعِرَاقِ لَہٗ نَظِیۡرٌ
وَلاَ بِالۡمَشۡرِقَیۡنِ وَلاَ بِکُوۡفَۃ

ترجمہ: پس بیشک امام ابوحنیفہؒ سمندر تھے، متقی، صاحب خشیت تھے، ان کے دل میں خوفِ خدا تھا، عراق میں ان کی نظیر نہیں، نہ ہی کوفہ میں بلکہ دنیا میں کہیں نہیں۔

ابومؤید خوارزمیؒ نے فرمایا: ؎

مَا لِنُعۡمَانَ فِیۡ الۡاِمَامِ نَظِیۡرٌ
رَوۡحُ فُتۡیَاہُ ذُوۡ تِمَارٍ نَضِیۡرٌ
وَرُعٌ صَدِیۡقٌ وَخُلُقٌ جَمِیۡلٌ
وَنَدَرٌ فَاضِلٌ وَعِلۡمٌ عَزِیۡزٌ

وَتَقِیٌ عَاصِمٌ وَصَوْتٌ جَهِیْرٌ
وَذَرِیٌّ مِخْصَبٌ وَصَیْتٌ شَهِیْرٌ

ترجمہ: زمانہ میں ابوحنیفہ نعمان کی نظیر نہیں ہے، ان کے فتاوی کے شجر تروتازہ پھلدار ہیں، پرہیزگار، سچے، جمیل الاخلاق، سخی، صاحب فضل علم والے ہیں، متقی حفاظت کرنے والے بلند آواز (علم) پھیلانے والے، خیر کو عام کرنے والے مشہور ذکر حسن والے ہیں۔

اِنْ یَکُنْ فِی الْوَرٰی اَمِیْرُ بِحَقٍّ
فَهُوَ لَوْتَعْلَمُوْنَ ذٰلِکَ الْاَمِیْرُ
عَالِمُ الْعَالَمِیْنَ شَرْقاً وَغَرْباً
جُنْدُ نُعْمَانَ وَهُوَ جُنْدٌ خَطِیْرٌ
کُلُّ ذِیْ اِمْرَةٍ اَسِیْرُ هَوَاهُ
وَهَوَاهُ لَهٗ اَسِیْرٌ اَسِیْرُ

ترجمہ: اگر مخلوق میں کوئی امیر برحق ہے تو یہی امام ابوحنیفہؒ ہیں، کاش تم لوگ اس کو سمجھ لیتے، مشرق ومغرب بلکہ سارے عالم کے یکتا عالم ہیں، نعمان بن ثابت کی فوج بہت بڑی ہے، ہر امیر اپنی خواہشات کا قیدی ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کی خواہشات ہی ان کی اسارت اور قید میں ہیں۔

وَکَاَنَّمَا الْفُقَهَاءُ شِعْرٌ فَائِقٌ
وَاَبُوْحَنِیْفَةَ فِیْهِ کَالْقُرْاٰنِ
اَلْخَلْقُ جِسْمٌ وَالْاَئِمَّةُ مُقْلَةٌ
وَاِمَامُهَا النُّعْمَانُ کَالْاِنْسَانِ
فُقَهَاءُ اَهْلِ زَمَانِهٖ فِیْ جَنْبِهٖ
کَحِصٰی اِذَا قِیْسَتْ اِلٰی ثُهْمَانِ

ترجمہ: یوں سمجھو کہ فقہاء کے اعلیٰ معیار کے اشعار ہیں اور ابو حنیفہ مثل قرآن عظیم کے ہیں، مخلوق مثل جسم کے ہے، اور ائمہ مثل آنکھ کے اور ان کے امام نعمان مثل پتلی کے ہیں، ان کے ہم زمانہ فقہاء ان کے مقابل ایسے ہیں جیسے کنکری تھمان پہاڑ کے سامنے۔

امام شعیب حریفیشیؒ نے فرمایا: ؎

لِلْاِمَامِ نُعْمَانَ فَضْلٌ عَظِيْمٌ
حَيْثُ لِلدِّيْنِ قَدْ اَقَامَ مَنَارًا
كَانَ شَمْساً يُضِيْءُ بِالْعِلْمِ جَهْراً
وَهُوَ فِيْ النَّاسِ بِالْعُلُوْمِ الْاَمِيْرِ

ترجمہ: نعمان ابن ثابتؒ کے لئے فضل عظیم ہے، کیونکہ انہوں نے دین کے لئے مینارے بنادیئے۔ امام ابو حنیفہؒ سورج تھے، علم سے دنیا کو خوب جگمگا رہے تھے وہ لوگوں میں علم کے سبب امیر تھے۔

لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ الْعُلُوْمِ سَوَابِقُ
وَمَنَاقِبُ وَمَعَارِفُ وَحَقَائِقُ
وَتَزَهُّدٌ وَتَعَبُّدٌ وَتَفَرُّدُ
وَخَصَائِصٌ وَفَوَائِدٌ وَطَرَائِقُ

ترجمہ: ابو حنیفہؒ کے لئے علوم ہیں، پیش رفت ہے، مراتب، معارف اور حقائق میں زہد ہے، عبادت ہے، تاسیس جدید ہے، خصوصیات فوائد اور (دین فہمی کے) جدید راستے ہیں۔

لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ الْعُلُوْمِ مَنَارُ
مُلِئَتْ بِهَا الْاٰفَاقُ وَالْاَقْطَارُ

شَیْخُ الْبَرِیَّۃِ فِیْ الْعُلُوْمِ وَمَنْ لَہٗ
تُرْوٰی الْمَنَاقِبُ عَنْہُ وَالْاَخْبَارُ
مُتَعَبِّدُ لِلّٰہِ طُوْلَ حَیَاتِہٖ
وَعَلَیْہِ مِنْہُ سَکِیْنَۃٌ وَ وَقَارُ

ترجمہ: علوم میں امام ابوحنیفہؒ کے روشن کئے ہوئے مینارے ہیں، جن کی نورانیت سے سارا عالم جگمگا گیا ہے، ساری مخلوق کے استاذ ہیں، ایسی ذات ہیں جن کے مناقب اور جن کی خبریں بیان کی جائیں، ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اوپر وقار اور سکینہ کی بارش ہوتی رہی۔

ان یحسدونی فَاِنّی غیرُ لائمھم
قَبْلِیْ مِنَ النَّاسِ اَھْلُ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوْا
فَدَامَ لِیْ وَلَھُمْ مَالِیْ وَمَابِھِمْ
وَمَاتَ اَکْثَرُنَا غَیْظاً بِمَا یَجِدُوْا

ترجمہ: اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں، تو میں ان کو ملامت نہیں کروں گا، کیونکہ مجھ سے پہلے اہل فضل لوگوں پر حسد کیا گیا ہے، تو جو چیز میرے ساتھ تھی میرے لئے ابدی ہوگئی، اور جو ان کے لئے تھی وہ ان کے لئے دوامی ہوگئی، اور اکثر لوگ غم حسد میں گھل گھل کر راہی ملک عدم ہوئے۔

اَعشیٰ شاعر کا قول ہے: ؎

کَنَاطِحِ صَخْرَۃٍ یَوْمًا لِیُوھِنَھَا
فَلَمْ یَضُرُّھَا وَاَوْھٰی قرنہٗ وَالْوَعَلُ

ترجمہ: جیسے بڑی چٹان کو سینگ مارنے والا ہرن تاکہ اس پتھر کی چٹان کو

توڑ دے حالانکہ اس کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکا، بلکہ ہرن نے اپنی ہی سینگ کو توڑ لیا۔

یا اس کی مثال حسن بن ہانی کا قول: ؎

یَـا نَـاطِـحَ الْـجَبَـلِ الْـعَـالِـیْ یُـکْلِمُـهٗ
اِشْـفِـقْ عَلَی الرَّأْسِ لَاتُشْـفِقْ عَلَی الْجَبَلِ

ترجمہ: اے بلند پہاڑ سے ٹکرانے والے تاکہ تو اس کو متزلزل کردے، اس کا اندیشہ نہ کر، بلکہ سر کی فکر کر کہ جو پہاڑ سے ٹکراتا ہے، اپنا سر پھوڑتا ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ نے کہا: ؎

حَسَـدُوْکَ اَنْ فَـضَّـلَکَ اللّٰہُ
بِـمَـا فُـضِّـلَـتْ بِـہٖ النُّجَـبَاءُ

ترجمہ: اے امام ابوحنیفہؒ لوگ آپ کے اوپر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان (عمدہ خصائل) سے فضیلت دی ہے جن سے شرفاء کو فضیلت دی جاتی ہے۔

ابوالاسود الدؤلی نے کہا: ؎

حَسَـدُو الـفَتٰـی اِذْ لَمْ یَنَالُوْا سَعْیَهٗ
فَـالْـقَـوْمُ اَعْـدَاءٌ لَـهٗ وَخُـصُـوْمٌ

ترجمہ: جب نوجوان کی سی سعی نہ کر سکے تو اس پر حسد کرنے لگے اور قوم اس کی دشمن بن گئی، جھگڑنے والی ہوگئی۔

رحمه الله تعالیٰ هذا الامام الجليل الفقيه التعبد الناسک
المنيب الی الله السخی الکريم الورع
النقی الزاهد رحمة واسعة.

❀❀❀

الامام ابویوسف الانصاری

رحمہ اللہ تعالیٰ

المولود ۱۱۳ھ المتوفی ۱۸۲ھ

وہ قاضی ابویوسف الامام العلامہ فقیہ العراقین یعقوب بن ابراہیم الانصاری الکوفی امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید ہیں۔

ہشام بن عروہ، ابواسحاق الشیبانی، عطاء بن السائب اوران کے طبقہ کے محدثین سے حدیث پاک کا سماع کیا۔اورامام محمد بن الحسن الفقیہ الشیبانیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور بشر بن الولید ویحیٰ بن معین وعلی بن الجعد وعلی بن مسلم الطّوسی وعمرو بن ابی عمرو اوران کے علاوہ ایک بڑی مخلوق نے ان سے احادیث کونقل کیا۔

طلبِ علم میں پرورش پائی، ان کے والد غریب شخص تھے اس لئے امام ابوحنیفہؒ یعقوب (ابویوسف) کی سوسو دینار اور دراہم سے دیکھ بھال فرماتے۔

عباسؒ نے ابن معینؒ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ:

''امام ابویوسفؒ صاحبِ حدیث اور صاحب سنت تھے۔''

(تذکرۃ الحفاظ للامام الذہبی:ص۲۹۲/۱)

ابن حبانؒ نے ''کتاب الثقات'' میں فرمایا ہے کہ (امام ابویوسف) شیخ متقن تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ:ص۶۴۵/۷)

اور (امام ابویوسفؒ) فقیہ، عالم، حافظ تھے، حدیث حفظ کرنے میں مشہور تھے، محدث کے پاس حاضر ہوتے اور پچاس ساٹھ احادیث حفظ کر لیتے،

پھر کھڑے ہوتے اور لوگوں پر ان کا املا کراتے، اور بہت حدیث بیان کرنے والے تھے۔ (الانتقاء لابن عبدالبر: ص۱۷۲)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد ہے:

''جب میں نے اولاً حدیث کو طلب کیا تو امام ابویوسف القاضیؒ کے پاس گیا (ان سے حدیث کو طلب کیا ان سے فراغت پر) پھر دوسرے محدثین سے حدیث کو طلب کیا۔'' (تاریخ بغداد: ص۱۴/۲۵۵)

امام احمد بن حنبلؒ نے امام ابویوسفؒ سے حدیث کے تین صندوق لکھے۔ (حسن التقاضی: ۲۰)

داؤد بن رشید کا ارشاد ہے:

''اگر امام ابوحنیفہؒ کا امام ابویوسفؒ کے علاوہ کوئی اور شاگرد نہ ہوتا تو ان کو سب لوگوں پر فخر کرنے کیلئے یہی کافی ہوتا۔'' (حسن التقاضی: ۱۵)

امام ابویوسفؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی صحبت کو سترہ برس تک لازم پکڑے رکھا اور بجز مرض کے عید، بقر عید میں بھی ان سے جدا نہیں ہوئے حتی کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہوگیا تو اس کے کفن دفن میں بھی شریک نہیں ہوئے بلکہ ان کو پڑوسیوں اور عزیز واقارب پر چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں شریک ہوئے اس اندیشہ سے کہ کہیں امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے کوئی (علمی چیز) ان سے فوت نہ ہو جائے جس کی حسرت ہمیشہ باقی رہے۔ (حسن التقاضی: ص۹ و ۱۷)

ہلال بن یحییٰؒ نے بیان فرمایا کہ:

''امام ابویوسفؒ تفسیر ومغازی اور تاریخِ عرب کے حافظ تھے اور انکے علوم میں سب سے کم فقہ ہے۔'' (تاریخ بغداد: ص۱۴/۲۴۶)

یحییٰ بن خالدؒ نے بیان فرمایا:

''امام ابو یوسفؒ ہمارے پاس تشریف لائے اور ان میں (ان کے دیگر علوم کے مقابلہ میں) فقہ سب سے کم تھا اور انہوں نے اپنے فقہ سے مشرق ومغرب کو بھر دیا۔'' (حسن التقاضی: ص۱۵) (جب سب سے کم کے ذریعہ مشرق ومغرب کو بھر دیا تو تفسیر وحدیث اور مغازی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔)

ایک شخص نے امام مزنی (تلمیذ الامام الشافعیؒ) سے سوال کیا کہ آپ ابوحنیفہؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ان کے (فقہاء ومحدثین کے) سردار ہیں۔ پھر سوال کیا امام ابو یوسفؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا سب سے زیادہ حدیث کے متبع تھے۔ پھر امام محمد بن الحسنؒ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا مسائل کی تفریع میں وہ سب سے زیادہ ہیں، پھر امام زفرؒ کے بارے میں سوال کیا، فرمایا وہ قیاس میں سب سے زیادہ تیز ہیں۔ (تاریخ بغداد: ص ۱۴/۲۴۶)

طلحہ بن محمدؒ نے فرمایا:

''امام ابو یوسفؒ کا کام مشہور ہوا، ان کی فضیلت ظاہر ہے، امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ فقیہ ان کے زمانہ میں کوئی ان پر پیش قدمی نہ کر سکا (ان سے آگے نہ بڑھ سکا) علم، حکمت، ریاست، قدر میں وہ انتہا پر تھے، امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق اصولِ فقہ میں سب سے اول انہوں نے کتابیں تصنیف فرمائیں اور مسائل کا املا کیا اور ان کو پھیلایا۔ امام ابوحنیفہؒ کے علم کو اقطار ارض میں پھیلا دیا۔'' (تاریخ بغداد: ص ۱۴/۲۴۵)

محمد بن سماعہؒ نے فرمایا کہ:

''امام ابو یوسفؒ قاضی بننے کے بعد ہر دن دو سو رکعتیں پڑھا

کرتے تھے۔'' (تاریخ بغداد:ص۱۴/۲۵۵)

محمد بن الصباحؒ نے فرمایا:

''امام ابو یوسف صالح شخص تھے، پے درپے روزے رکھا کرتے۔'' (کتاب الثقات لابن حبان:ص۶۴۶)

اسلام میں سب سے اول جس کو قاضی القضاۃ کہا گیا وہ امام ابو یوسفؒ ہیں۔ (تاریخ بغداد:ص۱۴/۲۴۲)

الامام محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی

رحمہ اللہ تعالیٰ

المولود ۱۳۲ھ المتوفی ۱۸۹ھ

واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پرورش پائی۔ اور وہیں (کوفہ میں) امام ابوحنیفہؒ اور مسعر بن کدامؒ اور سفیان ثوریؒ سے علم (حدیث) کی سماعت کی۔ اور امام مالکؒ (صاحب المؤطا) سے اور ابوعمرو الاوزاعیؒ اور امام ابویوسف القاضیؒ سے بھی حدیثیں لکھیں اور حدیث کو طلب کیا اور حدیث کی سماعت کی خاطر بغداد تشریف لے گئے، وہاں قیام فرمایا، بہت لوگوں کی ان کے پاس آمد ورفت ہوئی اور انہوں نے حدیث ورائے کو ان سے سیکھا۔ الامام محمد بن ادریس الشافعیؒ اور ابوسلیمان الجوزجانی اور ابوعبید القاسم بن سلام وغیرہم امام محمدؒ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ (یعنی امام شافعیؒ اور ابوسلیمان جوزجانیؒ دونوں امام محمدؒ کے شاگرد ہیں)۔ (تاریخ بغداد: ص۲/۱۷۲)

امام محمد بن الحسنؒ نے فرمایا:

> ''میرے والد نے تیس ہزار درہم چھوڑے ان میں سے پندرہ ہزار میں نے نحو اور شعر پر صرف کئے اور پندرہ ہزار حدیث وفقہ پر صرف کئے۔'' (تاریخ بغداد: ص۲/۱۷۳)

یحییٰ بن معینؒ نے ان سے جامع صغیر کو سیکھا۔ (تاریخ بغداد: ص ۲/۱۷۶)

امام ابو یوسفؒ کے بعد عراق کے فقہ کی سیادت و ریاست انہیں کی طرف منتہی ہوئی، بہت سے ائمہ نے ان سے فقہ حاصل کیا۔ انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ دنیا کے ذکی ترین لوگوں میں سے تھے۔ (مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للحافظ الذہبی: ص ۵۰)

امام محمدؒ نے فرمایا:

''میں امام مالکؒ کے دروازہ پر تین برس سے زیادہ مقیم رہا، اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے سات سو (۷۰۰) سے زائد احادیث میں نے ان سے سنیں۔'' (تاریخ بغداد: ص ۲/۱۷۳)

امام شافعیؒ نے فرمایا:

''میں نے کوئی شخص امام محمد بن الحسنؒ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا نہیں دیکھا، اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ قرآن پاک محمد بن الحسنؒ کی لغت کے مطابق نازل ہوا ہے ان کی فصاحت کی وجہ سے۔'' (یعنی ایسی عمدہ فصاحت اور قواعدِ تجوید کے مطابق ایسا عمدہ قرآن پاک پڑھتے تھے کہ محسوس ہوتا تھا کہ اسی طرح قرآن پاک نازل ہوا ہے)

امام شافعیؒ نے فرمایا:

''میں نے امام محمد بن الحسنؒ سے ایک بختی اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابوں کا علم حاصل کیا۔ اور یہ بھی فرمایا: فقہ میں مجھ پر لوگوں میں سب سے زیادہ امام محمد بن الحسنؒ کا احسان ہے۔'' (تاریخ بغداد: ۲/۱۷۶)

بویطیؒ نے امام شافعیؒ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

''علم حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ نے دو شخصوں کے ذریعہ

میری مدد فرمائی، حدیث میں ابن عیینہ اور فقہ میں امام محمد بن الحسن رضی اللہ عنہما کے ساتھ۔" (ذیل الجواہر المضیۃ :۵۲۷)

دیلمیؒ نے روایت کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا:

"میں دس برس امام محمدؒ کی صحبت میں رہا ہوں اور انکے کلام سے اونٹ کے دو بوجھ کے برابر کتابوں کا علم حاصل کیا ہے۔ اگر وہ ہم سے اپنی عقل کے مطابق کلام فرماتے تو ہم ان کے کلام کو نہ سمجھ سکتے، لیکن وہ ہماری عقلوں کے مطابق کلام فرماتے تھے۔" (ذیل الجواہر المضیۃ :۵۲۸)

امام شافعیؒ کا یہ بھی ارشاد ہے:

"محمد بن الحسنؒ کے علاوہ جب کسی سے میں نے مناظرہ کیا تو اس کا چہرہ متغیر ہو گیا۔" (تاریخ بغداد: ص۲/۱۷۷)

الامام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد ہے: جب کسی مسئلہ میں تین شخصوں کا قول (متفق) ہو تو پھر ان کی مخالفت کی گنجائش نہیں۔

دریافت کیا گیا وہ تین کون حضرات ہیں؟ فرمایا: ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ، محمد بن الحسنؒ، ابوحنیفہؒ لوگوں میں سب سے زیادہ قیاس کو جاننے والے ہیں، ابو یوسف لوگوں میں آثار (احادیث) کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور محمد بن الحسنؒ عربیت کو لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (الانساب للسمعانی:۸/۲۰۴)

ابراہیم الحربیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کہ یہ دقیق مسائل آپ کو کہاں سے حاصل ہوئے؟ فرمایا محمد بن الحسنؒ کی کتابوں سے۔ (تاریخ بغداد: ص۲/۱۷۷)

امام محمد بن الحسنؒ کے بعض شاگردوں سے منقول ہے کہ امام صاحب کا معمول ہر روز ایک تہائی قرآن تلاوت کرنے کا تھا، اور ان سے انتہائی ذکاوت،

عقل تام، ذہن کی تیزی، کثرتِ تلاوت بھی منقول ہے۔ (مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للحافظ الذہبی: ص۵۹)

امام کسائیؒ اورامام محمد بن الحسنؒ نے ہارون رشیدؒ کے ساتھ رے (شہر) کا سفر کیا اور وہاں دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا، ہارون رشید نے فرمایا: آج لغت وفقہ دونوں کو دفن کر دیا گیا۔ (تاریخ بغداد: ص۷۷/۲)

❁❁❁

الامام زفر بن الهذیل رحمہ اللہ تعالیٰ

المولود ۱۱۰ھ. المتوفی ۱۵۸ھ

وہ زفر بن الہذیل بن قیس البصریؒ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اُن کی بہت تعظیم وتکریم کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: وہ میرے اصحاب میں سب سے زیادہ قیاس سے واقف ہیں۔ (الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ ص ۷۵)

ابن معین اور ابونعیم نے فرمایا: ''وہ ثقہ اور لائقِ اطمینان تھے۔''

ابوعمر نے فرمایا:

''زفر عقل، دین، فہم والے، پرہیزگار اور حدیث میں ثقہ تھے۔'' (الجواہر المضیۃ: ص ۲۴۳، ۱/۲۴۴)

ابراہیم بن سلیمان کا ارشاد ہے:

''ہم جب ان کے پاس بیٹھے تو ان کے سامنے دنیا کے ذکر کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ اگر ہم میں سے کوئی بھی دنیا کا ذکر کرتا تو اس کو چھوڑ کر مجلس سے کھڑے ہوجاتے۔''

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام زفرؒ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے:۔

''جب تک حدیث موجود ہو ہم رائے کو اختیار نہیں کرتے، اور جب حدیث آجائے تو ہم رائے کو ترک کردیتے ہیں''

امام وکیعؒ نے فرمایا:

''کسی کی صحبت سے مجھ کو اتنا نفع نہیں ہوا جتنا امام زفرؒ کی صحبت سے ہوا۔''

فضیل بن دکینؒ کا ارشاد ہے:

''امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے بعد میں نے امام زفرؒ کی صحبت کو لازم پکڑ لیا، چونکہ وہ ان کے اصحاب میں سب سے زیادہ فقیہ اور سب سے زیادہ پرہیزگار تھے، پس میں نے ان سے بھر پور حصہ حاصل کیا۔''

حسن بن زیادؒ نے فرمایا:

''امام زفرؒ اور داؤد طائیؒ دونوں بھائی بھائی کی طرح تھے، داؤد طائی فقہ کو ترک کر کے عبادت پر متوجہ ہو گئے، اور امام زفرؒ نے (فقہ اور عبادت) دونوں کو جمع کیا۔''

محمد بن وہبؒ نے فرمایا:

''وہ (امام زفرؒ) اصحابِ حدیث میں سے تھے اور ان دس حضرات میں سے ایک تھے جنہوں نے کتب (فقہ) کو مدون کیا۔'' (ذیل الجواہر: ص۵۳۴/تا۵۳۶)

❁❁❁❁❁

وصایا امام اعظمؒ

یہ وصیت امام ابوحنیفہؒ نے امام ابو یوسفؒ کو آخری وقت میں فرمائی تھی، علامہ ابن نجیمؒ نے اپنی مایۂ ناز کتاب الاشباہ والنظائر میں اس کو ذکر کیا ہے، اسی جگہ سے اس پورے وصیت نامہ کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے، علامہ شبلیؒ نے بھی اپنی کتاب ''سیرۃ النعمان'' میں اس وصیت کو ذکر کیا ہے، لیکن وہ وصیت نامہ مکمل نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا:

''اے یعقوب! (نام امام ابو یوسفؒ) بادشاہ کی عزت کر، اور اس کو بڑا سمجھ، اور بادشاہ کے سامنے جھوٹ بولنے اور جا بے جا وقت اس کے پاس آنے جانے سے گریز کر، ہاں ضرورت کے وقت کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ کثرت آمد ورفت سے وہ تجھ سے بے پرواہی برتے گا، اور تجھے حقیر سمجھے گا، تو اس سے اس طرح منتفع ہو جس طرح آگ سے (بقدر ضرورت انتفاع کیا جاتا ہے) اس وجہ سے کہ بادشاہ جیسا اپنے آپ کو سمجھتا ہے دوسرے کو خیال نہیں کرتا، اور بادشاہ کے سامنے کثرت کلام سے بھی گریز کرنا، کیونکہ وہ اس پر گرفت کرسکتا ہے، اس صورت میں وہ اپنے حاشیہ نشینوں کے تئیں اپنے کو اعلم اور تجھے مخطی اور کم درجہ کا ثابت کردے گا، جس وقت بادشاہ کے پاس جائے تو یہ ملحوظ خاطر رہے کہ وہ تیرے اور غیر کے مرتبہ میں امتیاز کرنے والا ہو، ایسے وقت نہ داخل ہونا

کہ اس کے پاس ایسے اہل علم ہوں جو تیرے مقام سے نا آشنا ہیں، اگر وہ تجھ سے کم درجہ ہیں تو اپنے آپ کو بڑے درجہ کا ثابت کریں گے، اور تجھے نقصان پہونچائیں گے، اور تجھے بادشاہ کی نظر سے گرانے کی کوشش کریں گے۔

جس وقت بادشاہ اپنے معاملات میں سے کوئی معاملہ تیرے سامنے پیش کرے تو یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اس وقت اپنی رائے ظاہر کرنا کہ علم اور حکم میں وہ تیرے مذہب اور فیصلے کو پسند کرے، ورنہ حکومت کے معاملے میں تمہیں غیر کے مسلک پر عمل کرنا پڑے گا، بادشاہ کے احباب اور خدام سے دوستی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں وقت ضرورت ان سے ملاقات میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن خداموں سے دوری ہی بہتر ہے، اس طرح تمہارا وقار باقی رہے گا۔

عوام کے سامنے قطعاً کلام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں جتنا وہ تم سے دریافت کریں کیونکہ زیادہ کلام سے وہ یہ محسوس کریں گے کہ کہیں تم ان کے اموال کی طرف تو راغب نہیں ہو؟ اور رشوت تو نہیں لینا چاہتے ہو؟ عوام کے سامنے زیادہ ہنسنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، بازاروں میں بھی زیادہ نہیں جانا چاہئے، اور امرد لڑکوں سے بھی بات نہ کرو، کیونکہ وہ فتنہ ہوتے ہیں، ہاں بچوں سے کلام کرنے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے میں مضائقہ نہیں۔

مشائخ اور عوام کے ساتھ سڑکوں پر بھی نہ چلو، کیونکہ اگر تم ان سے آگے چلے تو ان کی تحقیر اور وہ تم سے آگے چلے تو تمہاری تحقیر ہوگی، کیونکہ وہ تم سے عمر میں بڑے ہیں، اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا لیس منا''

[جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔]

دیکھو! شاہراہ پر ہرگز نہ بیٹھنا، ہاں اگر ضرورت ہو تو مسجدوں میں بیٹھو، بازاروں اور مسجدوں میں کھانے پینے کی بھی ضرورت نہیں ہے، سقایہ سے سقوں کے ہاتھ سے پانی نہ پینا (کیونکہ معلوم نہیں کہ سقایہ میں کچھ پڑا ہو، یا پانی زیادہ دنوں سے ٹھہرا ہو)

دیکھو! دوکان پر نہ بیٹھو، اور زیورات اور ریشمین کپڑا نہ پہنو، کیونکہ اس سے رعونت پیدا ہوتی ہے۔

وقت فراش اپنی بیوی سے زیادہ بات چیت نہ کرو، ہاں بقدر ضرورت مضائقہ نہیں، اس سے زیادہ بوس وکنار بھی نہ کرو، ہاں اس سے صحبت کرو تو اللہ کا نام لے کر کرو، اپنی عورت کے سامنے غیر عورت کا تذکرہ نہ کرو، کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ غیر مردوں کا تذکرہ تمہارے سامنے شروع کردے گی، بیوہ اور ماں باپ بال بچے والی عورت سے نکاح مت کرو، مگر اس کے ساتھ کہ اس کے اقارب تمہاری اجازت سے تمہارے گھر جاسکیں، کیونکہ عام طور سے ایسی عورت کو دوسرے خاوند سے زیادہ ہمدردی نہیں ہوتی، لہٰذا وہ اس کے گھر کا سامان اپنے ماں باپ اور اولاد کو چوری سے دیدے گی، اور حتی الامکان اپنی سسرال میں بھی نہ رہو، خبردار اپنی سسرال میں اپنی بیوی سے ہرگز صحبت نہ کرنا، کیونکہ تم اس صورت میں پسیج جاؤ گے، اور وہ اس سے فائدہ اٹھا کر تمہارا مال مفت میں

اڑائیں گے، خبردار اولادوالی عورت سے شادی نہ کرنا، کیونکہ وہ تمہارا سب مال ان کو کاٹ کاٹ کر دیدے گی، کیونکہ تم سے زیادہ اسے اپنی اولاد محبوب ہوگی۔

ایک گھر میں دو (۲) سوکنوں کو بھی نہ رکھنا، اس وقت تک نکاح نہ کرنا جب تک اس قابل نہ ہو جاؤ کہ اس کی تمام ضروریات زندگی پوری کر سکو، پہلے علم طلب کرو، پھر حلال طریقہ سے مال جمع کرو، پھر شادی کرو، اس لئے کہ اگر تحصیل علم کے وقت تم نے مال فراہم کرنا شروع کر دیا تو تحصیل علم سے رک جاؤ گے، اور تمہارا وقت ضائع ہوگا، اور علم سے کورے رہ جاؤ گے، عنفوانِ شباب میں فارغ القلب ہو کر علم حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور ادائے امانت اور ہر خاص وعام کو نصیحت کرنا اپنے اوپر لازم کرلو، کسی انسان کو ذلیل اور اپنے کو باعزت نہ سمجھو، عوام سے زیادہ اختلاط نہ رکھو، البتہ بقدر تعلیم وتعلم کچھ حرج نہیں، اس لئے کہ اگر کوئی ان میں سے اہل ہے تو تحصیل علم میں لگ جائے گا ورنہ تم سے محبت کرنے لگے گا، عوام سے امور دینیہ میں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب کبھی تم سے کوئی فتویٰ دریافت کرے تو بقدر سوال جواب دو، ضرورت سے زیادہ نہ بتلانا، اگر تم دس سال بھی غریب اور فاقہ مست ہو تو علم سے اعراض ہرگز نہ کرو، کیونکہ اس صورت میں تمہاری زندگی ضائع ہو جائے گی، جو طلباء تم سے فقہ حاصل کریں ان سے اولاد کی طرح برتاؤ کرنا، کیونکہ اس سے ان کی رغبت فی العلم زیادہ ہوگی، عوام اور بازاری لوگوں سے ہرگز جھگڑا نہ کرو، اس سے تمہاری عزت ریزی ہوگی، حق بات کہنے سے بادشاہ کے سامنے بھی نہ چوکو، جب تک تم دوسروں

سے زیادہ عبادت نہ کرو، اپنے نفس پر مطمئن نہ ہونا، اس لئے کہ عوام تمہیں زیادہ کرتے نہ دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ تمہیں اپنے علم سے اتنا فائدہ نہ ہوا جتنا انہیں اپنے جہل سے ہو گیا۔

جب تم اہل علم کی بستی میں جاؤ تو اس بستی کو اپنے لئے مخصوص نہ کر لینا کہ تم ہی تنہا اس میں صاحب اقتدار رہو بلکہ اور اہل علم کی طرح رہو تاکہ وہ خیال کریں کہ تم کو ان کے مراتب سے کوئی غرض نہیں ہے، ورنہ وہ سب مل کر تمہیں نکالنے کی کوشش کریں گے، اور تمہارے مسلک میں طعن کرنا شروع کر دیں گے، اور تم بلا وجہ مطعون ہو کر رہ جاؤ گے، اگر وہ تم سے استفتاء کریں تو جواب بلا دلیل بیان نہ کرو، ان کے اساتذہ میں بھی عیب نہ نکالو، عوام سے پرہیز اور اللہ تعالیٰ سے ظاہراً و باطناً یکساں معاملہ رکھو، کیونکہ ایسا کرنے سے تمہارے اندر قابلیت علم پیدا ہوگی۔

بادشاہ تمہارے سپرد جب کوئی کام کرے تو اس وقت تک اس کو قبول نہ کرو جب تک اس کی قابلیت تمہارے اندر نہ ہو، جہاں نظر لگنے کا اندیشہ ہو کلام نہ کرو، کیونکہ اگر نظر لگ گئی تو کلام میں خلل پیدا ہو جائے گا، اور زبان بوجھل ہو جائے گی، کثرت ضحک سے پرہیز کرو، کیونکہ اس سے قلب مر جاتا ہے، راستہ میں وقار اور طمانیت سے چلو، امور میں جلد بازی نہ کرو، جو تمہیں پیچھے سے پکارے جواب نہ دو، کیونکہ چوپایوں کو پیچھے سے پکارا جاتا ہے، جب کلام کرو تو چیخ کر اور بلند آواز سے نہ کرو، اور نہ زیادہ حرکت ہی کرو، (جیسا کہ عام طور پر واعظین کی عادت ہاتھ پھینکنے کی ہوتی ہے۔)

لوگوں کے درمیان کثرت سے ذکر اللہ کرو، نماز کے بعد بھی

کچھ وظیفہ پڑھا کرو، خصوصاً تلاوت قرآن۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو، اور اس کا شکر ادا کرو، کہ اس نے تمہیں صبر اور شکر اور دوسری نعمتیں عنایت فرمائی ہیں۔

ہر مہینہ چند دن روزے بھی رکھا کرو، تا کہ لوگ تمہاری اتباع کریں، نفس سے محاسبہ کرتے رہو، دوسروں کی حفاظت کرو، تا کہ وہ تمہاری دنیا اور آخرت سے نفع اندوز ہو سکیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تم سے سوال ہو جائے گا، اپنے آپ کو سلطان کا مقرب ظاہر نہ کرو، کیونکہ اس صورت میں لوگ اپنی ضرورتوں کا تمہارے پاس ڈھیر لگا دیں گے، اگر تم ان کے پورا کرنے کی سعی کرو گے تو تمہاری توقیر ہوگی، اور اگر نہ پوری کر سکے تو لوگ تمہارا تمسخر کریں گے۔

خطا میں لوگوں کی اتباع مت کرو، بلکہ صواب میں کرو، جب یہ معلوم ہو کہ کوئی شخص شریر ہے، تو اس کے سامنے شر کا تذکرہ مت کرو، خیر کا تذکرہ کرو، ہاں دین کے معاملہ میں تم لوگوں کو خبردار کرو، تا کہ لوگ اس سے بچنے لگیں، اور اس کی اتباع نہ کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"اذکرو الفاجر بما فیه حتی یحذره الناس و ان کان ذا جاه و منزلة" [فاجر میں جو عادتیں ہوں اس کو ظاہر کر دو تا کہ لوگ اس سے پرہیز کریں، اگرچہ وہ فاجر صاحب اقتدار ہی کیوں نہ ہو۔]

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا اور دین کا ناصر و مددگار رہے، اگر ایک مرتبہ ایسا کر دیا تو فجار تم سے ڈرنے لگیں گے، اور کوئی بھی اظہار بدعت پر دلیری نہ کر سکے گا، جب تم اپنے بادشاہ سے اپنے علم کے خلاف

امر دیکھو تو اس کی اطاعت ملحوظ رکھتے ہوئے اس سے بیان کردو، کیونکہ اس کا ہاتھ تمہارے ہاتھ سے قوی ہے، یوں بیان کرو کہ آپ حاکم ہیں، ہم آپ کے تابع ہیں، لیکن میں آپ کی ایک خصلت دیکھتا ہوں کہ جو علم دین کے موافق نہیں معلوم ہوتی ہے، پس اگر ایک مرتبہ بھی کہہ دیا ہے تو کافی ہے، ورنہ بار بار ٹوکنے کی وجہ سے وہ تم پر غصہ ہو جائے گا، جب تم ایک دو مرتبہ روک ٹوک دوگے تو امر بالمعروف میں تم کو حریص سمجھے گا، اس سے زیادہ اگر روک ٹوک کرنا چاہتے ہو تو تنہائی میں اس کے پاس جاکر نصیحت کرو، اگر اس کا رجحان طبع بدعت کی طرف مائل پاؤ تو کچھ مہلت دو، اور کتاب وسنت سے متعلق تمہارے پاس جو علم ہے اس پر پیش کردو، اگر وہ تم سے قبول حق کرلے تو فبہا، اور اگر انکار کردے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تمہاری حفاظت کرے۔

موت کو یاد رکھو، اپنے استاذ کے لئے استغفار کرتے رہو، تلاوتِ قرآن پر مداومت اور مقابر اور متبرک مقامات کی زیارت اکثر کرتے رہو، عوام الناس میں سے جو رویاءِ صالحہ دیکھیں یا خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھیں اس کو رد نہ کرو، فساق وفجار کے پاس نہ بیٹھو، ہاں تبلیغ دین کے لئے مضائقہ نہیں ہے، کھیل کود اور سب وشتم سے پرہیز کرو، جب مؤذن اذان دے تو مسجد کے لئے تیاری کرو، تاکہ عوام تم سے اس معاملہ میں سبقت نہ لے جائیں، بادشاہ کے پڑوس میں مکان نہ بنانا، پڑوسی کی عیب پوشی کرنا، لوگوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر نہ کرنا، جو تم سے مشورہ طلب کرے تو اپنے علم کے مطابق دینا۔

(حضرت امام اعظمؒ نے) فرمایا:

''میری وصیت کو قبول کرو، اس کے ذریعہ سے موجودہ اور آنے والوں کو فائدہ پہونچے گا۔(ان شاء اللہ تعالیٰ)

فرمایا: بخل سے پرہیز کرو، اس کے سبب سے مبغوض ہوجاتا ہے، جھوٹے اور لالچی نہ بنو، بلکہ اپنی مروتوں کا تمام امور میں خیال رکھو، سفید لباس پہنو، اپنے کو حریص نہ ہونے کے لئے اپنے آپ کو ہروقت غنی ظاہر کرو اگرچہ تم فقیر ہی کیوں نہ ہو، صاحب ہمت بنو، اس لئے کہ بدون ہمت کا مرتبہ کمزور ہوتا ہے، جب راستہ میں چلو تو دائیں بائیں نہ دیکھو، بلکہ نظر کو زمین پر قائم رکھو، جب حمام میں داخل ہو، اور مزدوروں سے کوئی کام کراؤ تو اجرت میں اور لوگوں کی مساوات نہ کرو، بلکہ دستور سے کچھ زیادہ دو تاکہ تمہاری شرافت ظاہر ہو، اور وہ تمہاری عزت کریں، کوئی چیز پیشہ ور اور دستکار کے سپرد نہ کرو، بلکہ اس کے پاس رکھو، جس پر تمہیں اعتماد ہو، غلہ وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی نہ کرو، درہم و دنانیر کو نہ تولو، روپیہ پیسہ کو شمار نہ کرو، بلکہ دوسروں پر اعتماد رکھو، دنیا کی اہل علم کے لئے تحقیر کرو، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے بہتر ہے، اپنے امور میں دوسروں کو شریک کرو، تاکہ علم حاصل کرنے کیلئے کچھ وقت بچ جائے۔

خبردار! بیوقوفوں اور جو فن مناظرہ سے واقف نہ ہوں اور اہل علم کے دلائل کو نہ سمجھیں، طلب جاہ کے لئے کوشاں ہوں اور تمہارے شرمندہ کرنے کے لئے مسائل یاد کریں، ان سے ہرگز بات نہ کرو، اس لئے کہ اگر وہ تمہیں حق بجانب سمجھیں گے تب بھی پرواہ نہ کریں گے، جب رؤساء کے پاس جاؤ تو ان سے بلند اور بالا جگہ نہ بیٹھو، جب تک تم کو وہ اس جگہ نہ بٹھائیں جب کسی قبیلہ میں پہونچو تو جب تک وہ تمہیں امام نہ

بنائیں، نماز نہ پڑھانا، ہاں جب یہ یقین ہو کہ تمہاری بات سن لی جائے گی، تو مضائقہ نہیں۔

خبردار! مجلس علم میں غضبناک نہ ہونا، عوام میں قصہ گوئی نہ کرنا، اس لئے کہ قصہ گو جھوٹ سے نہیں بچ سکتا، جب کسی اہل علم کے اعزاز میں کوئی مجلس علم منعقد کرو تو اس کے استقبال کے لئے بہ نفس نفیس خود حاضر ہونا، اور جو کچھ معلوم ہو بیان کرنا، ورنہ نہیں، تاکہ تمہاری موجودگی کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہ ہوں اور آنے والے کو تم جیسا عالم تصور کریں، حالانکہ وہ اس صفت سے موصوف نہ ہوگا، جس کے تم مالک ہو، کسی آدمی کو مسند درس پر نہ بٹھاؤ تاکہ وہ تمہارے سامنے درس دے، بلکہ اپنے شاگردوں کو اس کے پاس چھوڑ دو تاکہ وہ اس کے علم کا امتحان لے سکیں، مجلس وعظ اور اس مجلس میں جسے تیرے اعزاز یا تیرے تزکیہ یا تیرے متعلقین کے تزکیہ کے لئے منعقد کیا ہو نہ جانا۔ (کیونکہ اس صورت میں صرف وہ آدمی ریا اور نمود کے لئے اور اظہار مشیخت کے لئے ایسا کررہا ہے، اس سے فائدہ نہ ہوگا) نکاح کے معاملات کو اپنے محلّہ کے نکاح خواں، اسی طرح عید اور جنازہ کی نماز کو اس کے مستحق کے لئے چھوڑ دو، (کہ وہی نماز پڑھائے) جو آدمی تمہارے لئے دعا کرے اس کو فراموش نہ کرنا۔

میری اس نصیحت کو قبول کرو جس کو میں نے تمہاری اور تمام مسلمانوں کی مصلحت اور فائدہ کے لئے لکھا ہے۔

❁❁❁

دیگر زرّیں نصیحتیں

(۱)......جس وقت اذان کی آواز آئے فوراً نماز کے لئے تیار ہو جاؤ۔

(۲)......روزہ اور تلاوت قرآن کی عادت ڈالو۔

(۳)......کبھی کبھی قبرستان کی طرف نکل جایا کرو۔

(۴)......لہو ولعب سے پرہیز کیا کرو۔

(۵)...... پڑوسی کی کوئی برائی دیکھو تو پردہ پوشی کرو۔

(۶)......تقوی اور امانت کو فراموش مت کرو۔

(۷)......جس خدمت کے انجام دینے کی قابلیت نہ ہو اسے ہرگز مت قبول کرو۔

(۸)......اگر کوئی شخص شریعت میں کسی بدعت کا موجد ہو تو اس کی غلطی کا اعلانیہ اظہار کرو تا کہ عوام کو اس کی تقلید کی جرأت نہ ہو سکے۔

(۹)......تحصیل علم کو سب پر مقدم رکھو۔

(۱۰)...... جو آدمی کچھ پوچھے تو صرف سوال کا جواب دیدو، اپنی طرف سے کچھ اضافہ مت کرو۔

(۱۱)......شاگردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو کہ دیکھنے والے انکو تمہاری اولاد خیال کریں۔

(۱۲)...... جو بات کہو خوب سوچ سمجھ کر کہو، اور وہی کہو جس کا کافی ثبوت دے سکو۔ (مقدمہ مسند امام اعظم)

شکر کہ ایں نامہ بعنوان رسید
پیشتر از عمر بپایان رسید

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

تَمَّتْ بِالْخَیْر

ہماری اہم مطبوعات

١	خطبات محمود ٣ر جلدیں	٢٩	شوریٰ واہتمام
٢	حیات محمود (سوانح) مکمل ٢ر جلدیں	٣٠	مشائخ احمد آباد
٣	تربیت الطالبین	٣١	شاہد قدرت
٤	ترجمہ عمل الیوم واللیلۃ اردو	٣٢	مسلک علمائے دیوبند اور حب نبی ﷺ
٥	محمود الاعمال	٣٣	حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
٦	تحفۂ اسکوٹ لینڈ	٣٤	صلوۃ وسلام مع احکام حج
٧	ملفوظات فقیہ الامت ٣ر جلدیں	٣٥	افریقہ وخدمات فقیہ الامتؒ
٨	معاشرت پر ایک نظر	٣٦	اسباب مصائب اور ان کا علاج
٩	تذکرۃ الاحباب، بعد وفات قطب الاقطاب	٣٧	آلات تصوف
١٠	رفع یدین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام	٣٨	وصف شیخ
١١	آسان فرائض	٣٩	نغمۂ توحید
١٢	نعت محمود، وصف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم	٤٠	ذکر محمود (یعنی مختصر سوانح حضرت فقیہ الامت)
١٣	ارمغان اہل دل (کلام محمود)	٤١	غیر مقلدین کا اصلی چہرہ
١٤	معمولات یومیہ مع شجرۂ مبارکہ	٤٢	عقائد الشیعہ
١٥	وصف شیخ	٤٣	کام کی باتیں
١٦	لطائف محمود	٤٤	تذکرہ رفیق الامتؒ
١٧	غیر مقلدیت	٤٥	خطبات رفیق الامتؒ ٢ر جلدیں
١٨	ردشیعیت	٤٦	تذکرہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
١٩	مناقب النعمان	٤٧	تذکرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
٢٠	سرکاری سودی قرضے	٤٨	حیات ابرار
٢١	اسباب لعنت	٤٩	مسنون ومقبول دعائیں
٢٢	اسباب غضب	٥٠	سلوک واحسان
٢٣	مکتوبات فقیہ الامت ٣ر جلدیں	٥١	اصول حدیث منظوم نافع (ترجمہ تشریح)
٢٤	آئینۂ مرزائیت	٥٢	اصول حدیث منظوم نافع
٢٥	رضاخانیت	٥٣	جناب گرونانک جیؒ اور اسلام (ہندی)
٢٦	حقیقت حج	٥٤	جناب گرونانک جیؒ اور اسلام (اردو)
٢٧	حدود اختلاف		
٢٨	گلدستۂ سلام بدرگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم		

فہرست
مناقب النعمان
ابوحنیفہؒ

نمبر شمار	عنوانات	نمبر صفحہ
۱	عرض مرتب	۵
۲	حضور ﷺ کی بشارت وپیش گوئی اور محدثینؒ کی تشریح	۵
۳	ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نبوت کا اعجازی کارنامہ ہیں	۸
۴	الامام الاعظم ابوحنیفۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ	۱۴
۵	شرف تابعیت	۱۴
۶	اساتذۂ کرام	۱۵
۷	تلامذہ	۱۵
۸	مرتبہ فی علم الحدیث	۱۸
۹	فقہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ	۲۰
۱۰	عقل وذکاوت	۲۴
۱۱	عبادت	۲۴
۱۲	خوف وخشیت	۲۵
۱۳	زہد وورع اور پرہیزگاری	۲۵
۱۴	عادات اور خصلتیں	۲۷
۱۵	لیل ونہار	۲۸

نمبرشمار	عنوانات	نمبرصفحہ
۱۶	امامت وجلالت	۲۹
۱۷	محدثین اور طلباءِ علم پر انفاق وسخاوت	۳۱
۱۸	وفات وسانحۂ ارتحال	۳۱
۱۹	امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارکؒ کا تذکرہ وتبصرہ	۳۴
۲۰	ابوحنیفہ تمام حسنات اور تمام صفات محمودہ کے جامعہ تھے ...	۳۵
۲۱	ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محرومی علم سے محرومی ہے	۳۵
۲۲	مرقد امام ابوحنیفہؒ پر امام ابن مبارکؒ کا زار زار رونا	۳۷
۲۳	نواب صدیق حسن خاں کی حقیقت پسندی..............	۳۷
۲۴	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد	۳۸
۲۵	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا ارشاد....................	۳۸
۲۶	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی گریہ وزاری	۴۰
۲۷	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت میں چند اشعار	۴۷
۲۸	الامام ابویوسف الانصاری رحمۃ اللہ علیہ	۵۴
۲۹	الامام محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۸
۳۰	الامام زفر بن الہذیل رحمۃ اللہ علیہ	۶۲
۳۱	وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ	۶۴
۳۲	دیگر زریں نصیحتیں	۷۳

☆...... **تمت وبالفضل عمت** ......☆